﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۹

جمعۃ المبارک ۱۰ مئی ۲۰۰۲ء

۲۶ صفر ۱۴۲۳ ہجری قمری ۱۰ ہجرت ۱۳۸۱ ہجری شمسی

شمارہ ۱۹

تقویٰ اور مغفرت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"تمہارا رب فرماتا ہے مَیں اس بات کا اہل ہوں کہ میرا تقویٰ اختیار کیا جائے اور جو میرا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو مَیں اس بات کا اہل ہوں کہ مَیں اس کو بخش دوں"۔
(سنن الدارمی کتاب الرقاق باب تقوی اللّٰہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہماری جماعت کو ہرگز دعا کی بے قدری نہ کرنی چاہئے۔ تمہارا کوئی کاروبار دعا کے سوا نہ ہوا کرے۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔

اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو

"دوسرے مسلمانوں کی طرح ہماری جماعت کو ہرگز دعا کی بے قدری نہ کرنی چاہئے اور ان تمام پتھروں کو راستہ میں سے دُور کر دینا چاہئے جو کہ اس کی روک بنے ہوئے ہیں جیسے پانی کے آگے پتھر ہوں تو وہ رُک جاتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے لوگوں نے گندے پتھر دُعا کی راہ میں ڈالے ہوئے ہیں اور وہ اُن کی اپنی بدکاریاں اور بدعقیدگیاں ہیں۔ لیکن تم لوگوں کو ان کی مثال نہ ہونا چاہئے اور تمہارا کوئی کاروبار دُعا کے سوا نہ ہوا کرے۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے دعا کی عادت ڈالو اور اس سے غافل ہرگز نہ ہو۔ عیسائیوں کی طرح ہرگز مت بنو کہ جنہوں نے کفارہ پر بھروسہ کر کے دعا کی ضرورت کو معدوم کر دیا ہے"۔ (البدر جلد ۴ نمبر ۲ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ / جنوری ۱۹۰۵ء)

"پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ:۱۸۷)۔ یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹) یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نورِ صدق واستقلال دوسروں پر پڑتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں۔ اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کر کے اس کے متاعِ ایمان کو چھین نہ لے جاوے۔ اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملہ سے نقصان اٹھاوے"۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹)

وہ جو خدا کے ماموروُمرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے

تکبر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔

جو لوگ تکبّر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔

(آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلۡمُتَکَبِّر اور کبریائی کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ / اپریل ۲۰۰۲ء)

(لندن ۲۶ / اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج سے اللہ تعالیٰ کی صفت کِبر اور کِبرِیَائی کا مضمون بیان کیا جائے گا۔ حضور نے سب سے پہلے مفردات راغب کے حوالے سے کِبر اور تکبّر اور اِستِکبَار کے معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کبر وہ حالت ہے جس کے سبب سے انسان عُجب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور عُجب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا خیال کرے۔ امام راغب مزید فرماتے ہیں کہ لفظ اَلتَّکَبُّر کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ حقیقۃً کسی کے

افعال حسنہ بہت زیادہ ہوں اور وہ ان میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو۔ اس معنی میں اللہ تعالیٰ صفت تکبّر سے متصف ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا ﴿اَلْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾۔ دوسرے معنی یہ کہ کوئی مصنوعی طور پر تکلیف اور جھوٹ کی راہ سے کسی بات میں کمال کا ادّعا کرے۔ ان معنوں میں یہ انسانوں کی صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے فرمایا ﴿فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے بتایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جو تکبّر سے اپنا تہ بند گھسیٹتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تکبّر برائیوں اور گمراہیوں کا سر ہے جو انسان کو خوش بختی اور سعادت سے دور لے جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ مُتکبِّر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبّر نہ ہو بلکہ انکساری، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے۔ جو لوگ تکبّر کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔ بے ایمانی تکبّر اور انانیت سے پیدا ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے مضمون کو واضح فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے تکبّر کی مختلف شاخوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصہ لیا ہے۔ کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔

مال دار

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ ہیں جن کو روپیہ مل جائے تو تیس مار خان بن بیٹھتے ہیں۔ ان کو واضح رہے کہ حساب ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ذرا تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ اٹھارہ برس کے بعد ہی سہی آج تک اپنے نفس کے عیش و آرام کے لئے کس قدر کوششیں کی ہیں۔ اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کیسی کیسی مصائب جھیلی ہیں اور خدا کو کہاں تک راضی کیا۔ سوچو! اپنے ذاتی و دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے کتنی کوششیں کرتے ہو اور اس کے مقابلہ میں الٰہی احکام کی نگہداشت کس حد تک کرتے ہو"۔

(حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۴۳۸)

"اکثر لوگ جب خدا انہیں دولت و مال، جاہ و جلال، جتھا، صحت عافیت دیتا ہے تو اس آسودگی میں خدا کو راضی کرنے کی بجائے ناراض کر لیتے ہیں۔ اور قسم قسم کی بدیاں اور حق تلفیاں کرتے ہیں اور اس آرام میں حدودِ الٰہیہ سے نکل جاتے ہیں......... مرفہ الحال ہو کے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے تو وہ بھی برا اور خدا نے جو عبادت کے وقت مقرر کر رکھے ہیں ان میں حیلہ گریوں سے کام لے تو وہ بھی برا۔ پس ان دونوں باتوں سے بچو۔ دیکھو ایک قوم نے ایام راحت اور یوم عبادت کی قدر نہ کی، حکم الٰہی کی بجا آوری میں طرح طرح کے حیلے کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عذاب دیا کہ بندروں کی طرح ذلیل بنا دیا۔ وہ احکام کو ٹال کر اپنی عزت چاہتے تھے مگر خدا نے انہیں ذلیل کر دیا"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۱۶۸۔۱۶۹)

قومی و انفرادی تنزل کا موجب

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں:

"مَیں نے بارہا بتایا ہے کہ جب خدا کے فضل سے کوئی قوم مالدار اور آسودہ حال ہوتی ہے اور اسے عزت، مکان، اولاد، صحت و عافیت، جتھا مل جاتا ہے تو وہ خدا کو بھلا دیتی ہے۔ کبھی تو اس کے افراد علموں پر گھمنڈ کرتے ہیں......... کہ ہم مولوی فاضل ہیں حکیم ہیں یا مدبر ہیں اس لئے ہم کو یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور کبھی مال و منال، جاہ و جلال پر غرہ کرتے ہیں اور جب قوم کی یہ حالت ہو جاتی ہے پھر اس کا تنزل شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بعض کی تو قطع نسل ہو جاتی ہے اور وہ بالکل بے نام و نشان ہو جاتے ہیں۔ اور بعض حاکم سے محکوم بن جاتے ہیں اور ان کا نام عزت سے نہیں لیا جاتا"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۴۶)

آسودہ حالوں کے لئے ابتلاء

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"آسودہ حالوں پر غریب ناصح کی بات کم اثر کرتی ہے۔ حضرت نوح کا زمانہ بہت آسودہ حالی کا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے ناصح کی باتوں سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بہت افسوس ہے کہ یہ مرض مسلمانوں میں بھی

اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام

(منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

دُنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دِل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں
جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں
پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں، کان نہیں، دل میں ڈر نہیں
اُن کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جُھوٹ اعتقاد
پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصّب نے ہے غضب
دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی
اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام
دُنیائے دُوں نماند و نماند بہ کس مدام

(دُرِّثمین)

پھیلتا جاتا ہے۔ اسی واسطے مَیں نہیں چاہتا کہ بہت دولتمند میری بیعت میں داخل ہوں"۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

حرام خوری کی صورت

"باطل طریق سے اموال کا لینا بہت خطرناک بات ہے۔ پس ہر ایک اپنے اپنے بقدر سوچو اور غور کرو کہ کہیں بطلان کی راہ سے تو مال نہیں آتا۔ اپنے فرائض منصبی کو پورا کرو۔ ان میں کسی قسم کی سستی اور غفلت نہ کرو۔......... آپس میں ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔ حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے۔ مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکہ دیتا ہے۔ اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس پر غور کرے کہ اگر کوئی اس طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکہ ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا۔ ہر گز نہیں۔ جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے۔ اس کے کاروبار میں ہر گز برکت نہ ہوگی۔

پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت یا دھوکہ فریب) سے اس سے لینا چاہتا ہے۔ تو یہ مال بھی مال بالباطل لیتا ہے۔ ایک طبیب ہے اس کے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے۔ یا ایک عطّار سے وہ دوا خریدتا ہے اور اگر طبیب اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لئے اس کا دل نہیں تڑپتا اور عطّار عمدہ دوا نہیں دیتا۔ اور جو کچھ اسے نقد مل گیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے۔ یا پرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہو گئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانے والے ہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)

احمدیہ مسئلہ قومی اسمبلی میں

اللہ وسایا کی کتاب "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" پر تبصرہ

(مجیب الرحمان ۔ ایڈوکیٹ)

(ساتویں اور آخری قسط)

(۱۱)

اٹارنی جنرل کی آخری بحث

(دلچسپ انکشاف)

اللہ وسایا کی مذکورہ کتاب کے مطالعہ سے بعض ایسے انکشافات بھی ہوئے ہیں جو سنجیدہ قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہونگے۔ اللہ وسایا کی مرتبہ کتاب کے صفحہ ۲۵۶ سے لے کر ۳۱۷ تک اٹارنی جنرل کا وہ مفصل بیان درج ہے جو گویا انہوں نے تمام کارروائی کے اختتام پر بحث کو سمیٹتے ہوئے دیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ اٹارنی جنرل کے اِس بیان میں اللہ وسایا موصوف نے کوئی "اختصار" یا "اجمال" کی کارروائی نہیں کی ہوگی اور بالخصوص کوئی ایسی ٹھوس اور مؤثر بات جو جماعت احمدیہ کے موقف کا توڑ اور نفی کرتی ہو اٹارنی جنرل کے بیان میں سے یقیناً حذف نہیں کی ہوگی۔ حکومتی پارٹی کی طرف سے جو ریفرنس یعنی مسئلہ خصوصی کمیٹی کے سپرد ہوا تھا اس کا ذکر ہم گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ یہ بات حیرت اور دلچسپی کا موجب ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب نے اپنی آخری بحث میں یوں تو وزیرِ قانون کی تحریک اور حزبِ اختلاف کی قرارداد دونوں ہی پر تنقید کی، مگر وزیرِ قانون کی تحریک کو تو ایک ہی فقرے میں نمٹا دیا۔ اٹارنی جنرل نے کہا:۔

"آغاز میں پہلے وہ تحریک جو کہ عزت مآب وزیرِ قانون نے پیش کی تھی، جناب والا! تحریک کے الفاظ یہ ہیں:۔

"دینِ اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو"۔

آیئے پہلے اس جملہ کی ترکیب کو لیں۔

"اسلام کے اندر حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا"۔

"اگر ایوان کی یہ رائے ہو کہ جو لوگ حضرت محمد ﷺ کی ختمِ نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، وہ مسلمان نہیں ہیں، تو پھر ایسے لوگوں کا اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ تحریک بذاتِ خود اپنے اندر تضاد رکھتی ہے۔ اگر یہ کہا جاتا کہ "اسلام میں یا اسلام کے حوالہ سے بحث کرنا" تو پھر بات سمجھ میں آسکتی تھی۔ لیکن یہ کہنا کہ "اسلام میں حیثیت یا مقام" اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تضاد ہے جو زیادہ اہم نہ بھی ہو لیکن یہ تضاد ایوان کے نوٹس میں لانا میرا فرض تھا۔ یہ آپ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام میں ان کی حیثیت کیا ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے حوالے سے ان کی حیثیت کیا ہے"۔

گویا اٹارنی جنرل خود ہی مفتی بھی بن گئے، عالمِ دین بھی بن گئے اور یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ تحریک اپنے اندر تضاد رکھتی ہے۔ جب کوئی ختمِ نبوت کے ایک مخصوص مفہوم کا انکاری ہو گیا تو اس کی حیثیت اسلام میں متعین کرنے کا کیا سوال ہے؟ وہ اس بحث میں نہیں پڑے کہ آخر کوئی تصفیہ طلب اختلاف تھا تو معاملہ قومی اسمبلی میں اٹھایا گیا۔ اور وہ اختلاف ایسا تھا کہ اس وقت کے سیاسی اقتدار کی سوچ کے مطابق اس مسئلہ پر قومی اسمبلی کا غور کرنا ضروری تھا ورنہ وہ مسئلہ قومی اسمبلی میں نہ اٹھایا جاتا۔ جماعت احمدیہ کے امام اور وفد کو قومی اسمبلی میں طلب کرنے کا مبینہ مقصد ہی یہ تھا کہ اس مسئلہ پر ان کو اپنا موقف بیان کرنے کا موقعہ دیا جائے اور پھر یہ غور ہو کہ ختمِ نبوت کے بارہ میں ایسا موقف رکھنے والوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے۔ بات اسلام کے حوالہ سے ہی ہونی تھی اور اسی حوالہ سے غور بھی ہونا تھا۔

یہ بات کہ "اسلام میں" ان کی حیثیت کیا ہے اور "اسلام کے حوالہ سے" ان کی حیثیت کیا ہے نفسِ مضمون کے لحاظ سے ایک ہی بات تھی مگر اٹارنی جنرل نے اسلام کے حوالہ سے بھی اس سوال پر بحث کرنا ضروری نہ سمجھا اور سمجھ لیا کہ اس بات پر امتِ مسلمہ مبینہ طور پر متفق ہے۔ اور اس بات پر کوئی بحث نہیں کی کہ امت کا اتفاق موجود تھا بھی یا نہیں۔ امام جماعت احمدیہ اپنے تفصیلی بیان میں کہہ چکے تھے کہ امت کے آئمہ سلف کا اتفاق اس مفہوم پر تھا جو جماعت احمدیہ کے عقیدہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

جناب اٹارنی جنرل گیارہ دن تک حضرت امام جماعت احمدیہ پر جرح کرتے رہے۔ اللہ وسایا کی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معاملہ پر علماءِ دین نے، جو اسمبلی میں موجود تھے، کوئی مواد اٹارنی جنرل کو مہیا نہیں کیا جو اٹارنی جنرل بیان کریں کہ ایسے شخص کی اسلام میں کیا حیثیت ہے۔ اس مسئلہ پر مکمل خاموشی رہی۔ کوئی قرآن و سنت کا حوالہ، کوئی آئمہ سلف کے اقوال پیش نہیں کئے گئے اور کوئی ایک سوال بھی اس بارے میں نہیں کیا گیا کہ "دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو"۔ اور نہ ہی اللہ وسایا کی مرتبہ کتاب کے مطابق اٹارنی جنرل نے اپنی آخری بحث میں قرآن و حدیث کے حوالے سے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ جماعت احمدیہ اپنے محضر نامے میں اس بارے میں مفصل بیان داخل کر چکی تھی جس میں قرآن و حدیث کے علاوہ تیرہ صدیوں کے بزرگانِ سلف کی تحریرات و تفاسیر اس سوال کے جواب میں پیش کی تھیں۔ علماءِ دین میں سے کوئی بھی اٹارنی جنرل کی مدد کو نہ پہنچے اور یوں ۔

رہروی میں پردۂ رہبر کھلا

اٹارنی جنرل صاحب خود تو عالمِ دین (روایتی مفہوم میں) تھے نہیں، نہ ان کو اس بارہ میں کوئی دعویٰ تھا۔ بلکہ وہ خود اقراری ہیں کہ ان کے لئے زبان کا مسئلہ ہے۔ مراد ان کی غالباً عربی زبان سے تھی، ورنہ اردو اور انگریزی پر تو انہیں عبور حاصل تھا۔ علماءِ دین نے ان کو جماعتِ احمدیہ کے اٹھائے گئے سوالات اور حوالوں کا جواب مہیا نہیں کیا اور بیچارے اٹارنی جنرل صاحب کو علامہ اقبال پر انحصار کرنا پڑا۔ انہوں نے علامہ اقبال کے متعدد حوالے دئے۔

علامہ اقبال نے عصر جدید میں پڑھے لکھے ذہنوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ علامہ کے فکر میں جدت پسندی، کسی حد تک روایت سے بغاوت، خانقاہوں اور تصوف اور ملائیت کی مخالفت اور فلسفہ اور منطقی مباحث شامل ہیں۔ علامہ اقبال نے اسلام کا مطالعہ بھی فلسفہ کی نظر سے کیا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ اقبال نے اسلامی فکر کو ایک نئی زبان عطا کی ہے۔ گو اس بارہ میں اختلاف ہو سکتا ہے، اور موجود ہے کہ ایسا کرنے میں اقبال کا فلسفیانہ نقطہ نظر کہاں تک اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہے۔ علامہ اقبال خود اپنے بارے میں فرما چکے ہیں:۔

"میری مذہبی معلومات کا دائرہ نہائت محدود ہے۔ میری عمر زیادہ تر مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں گزری ہے اور نقطۂ خیال ایک حد تک طبیعتِ ثانیہ بن گیا ہے۔ دانستہ یا نادانستہ میں اسی نقطۂ خیال سے حقائقِ اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں"۔

(اقبال نامہ' حصہ اول صفحہ ۴۶،۴۷' ناشر شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور)

مگر اٹارنی جنرل نے اپنے استدلال کی بنیاد اقبال کے خیالات پر رکھی اور کہا:۔

"علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

فتحیت کے نظریہ سے یہ مطلب نہ اخذ کیا جائے کہ زندگی کے نوشتہ تقدیر کا انجام استدلال کے ہاتھوں جذباتیت کا مکمل انخلاء ہے۔ ایسا وقوع پذیر ہونا نہ تو ممکن ہی ہے اور نہ پسندیدہ ہے۔ کسی بھی نظریہ کی دینی قدر و منزلت اس میں ہے کہ کہاں تک وہ نظریہ عارفانہ واردات کے لئے ایک خود مختارانہ اور نافذانہ نوعیت کے تحقیقی نقطۂ نگاہ کو جنم دینے میں معاون ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اندر اس اعتقاد کی تخلیق بھی کرے کہ اگر کوئی مقتدر شخص ان واردات کی وجوہ پر اپنے اندر کوئی مافوق الفطرت بنیاد کا داعیہ پاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس نوعیت کا داعیہ تاریخ انسانی کے لئے اب ختم ہو چکا ہے۔ اس طرح پر یہ اعتقاد ایک نفسیاتی طاقت بن جاتا ہے جو مقتدر شخص کے اختیاری دعویٰ کو نشوونما پانے سے روکتا ہے۔ ساتھ ہی اس تصور کا فعل یہ ہے کہ انسان کے لئے اس کے واردات قلبیہ کے میدان میں اس کے لئے علم کے نئے مناظر کھول دے۔"

پھر حضرت مرزا غلام احمد کے حوالے سے علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

"اختتامیہ جملے سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ولی اور اولیاء حضرات نفسیاتی طریقے سے دنیا میں ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ اب اس زمرہ میں مرزا صاحب شامل ہیں یا نہیں، یہ علیحدہ سوال ہے۔ مگر بات اصل یہی ہے کہ بنی نوع انسان میں جب تک روحانیت کی صلاحیت قائم ہے، ایسے حضرات مثالی زندگی پیش کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے تمام اقوام اور تمام ممالک میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اس نے بشری وقوعات سے روگردانی کی۔ فرق صرف یہ ہے کہ آدمی کو فی زمانہ یہ حق ہے کہ ان حضرات کے واردات قلبیہ کا ناقدانہ طور پر تجزیہ کرے۔ ختمیت انبیاء کا مطلب یہ ہے جہاں اور بھی کئی باتیں ہیں کہ دینی زندگی میں جس کا انکار عذاب اخروی کا ابتلاء ہے، اس زندگی میں ذاتی نوعیت کا تحکم و اقتدار اب معدوم ہو چکا ہے۔"

اقبال کے مندرجہ بالا اقتباس کا نتیجہ اٹارنی جنرل نے یہ نکالا کہ:۔

"اس لئے جناب والا! آئندہ کوئی فرد یہ نہیں کہے گا کہ مجھے وحی الٰہی ہوتی ہے اور یہ اللہ کا پیغام ہے جس کا ماننا تم پر لازم ہے۔ لازم صرف وہی ہے جو قرآن پاک میں پہلے سے آچکا ہے۔"

اقبال کی اس عبارت پر ذرا غور کریں تو اس کا مفہوم وہ نہیں ہے جو اٹارنی جنرل نے اخذ کیا ہے۔ اٹارنی جنرل نے ختمِ نبوت کا جو یہ اجتماعی مفہوم گویا بیان کر دیا کہ بس اب وحی بند ہے۔ اس پر علامہ اقبال کا موقف وہی ہے جو حضرت محی الدین ابنِ عربی (۵۶۰ ھجری۔۶۳۸ ھجری) کا ہے، صرف زبان اور اصطلاحات کا فرق ہے۔ اقبال فلسفہ کی زبان میں وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو حضرت محی الدین ابنِ عربی الٰہیات اور تصوف کی زبان میں فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

فَالنُّبُوَّةُ سَارِيَةٌ اِلَى يَومِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَاِنْ كَانَ التَّشْرِيعُ قَدْ اِنْقَطَعَ فَالتَّشْرِيعُ جُزْءٌ مِن اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ يَسْتَحِيْلُ أنْ يَنْقَطِعَ خَبَرُاللهِ وأخبَاره مِنَ الْعَالَمِ اِذ لَو انْقَطَع وَلَمْ يَبْقَ لِلْعَالَم غذَاء يَتَغذى بِه فِي بقَاء وُجوده۔

(الفتوحات المکیة الجزء الثالث ۔ صفحہ ۱۵۹، سوال نمبر ۸۲ ۔ دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع الطبعة ۱۹۹۴ء)

ترجمہ: نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس شریعت، نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اور یہ محال ہے کہ اللہ کی طرف سے خبریں آنی منقطع ہو

جائیں اور دنیا کے لئے غذا باقی نہ رہے، جس سے اس کے وجود کو بقا حاصل ہو۔

گویا محی الدین ابنِ عربی "نبوت" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ اقبال اسے "عارفانہ واردات" کہتے ہیں۔ محی الدین ابنِ عربی، اخبارِ الٰہی کا منقطع ہونا محال قرار دیتے ہیں تو اقبال یہ کہتے ہیں، "مگر بات اصل یہی ہے بنی نوع انسان میں جب تک روحانیت کی صلاحیت قائم ہے، ایسے حضرات مثالی زندگی پیش کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے تمام اقوام اور تمام ممالک میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اس نے بشری وقوعات سے روگردانی کی۔"

ان بشری وقوعات کو اقبال اولیاء کی نفسیاتی وارداتِ قلب کے طور پر بیان کرتے ہیں اور محی الدین ابنِ عربی اخبارِ الٰہی کے طور پر۔

جناب اٹارنی جنرل نے تو اقبال کی فلسفیانہ توجیہات پر انحصار کر لیا جبکہ اقبال خود کہتے ہیں کہ مغربی فلسفہ کا نقطۂ خیال ایک حد تک ان کی طبیعتِ ثانیہ بن گیا ہے اور وہ دانستہ یا نادانستہ اسی نقطۂ خیال سے حقائق اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور علماء حضرات نے اٹارنی جنرل کی کوئی راہنمائی نہ کی کہ جماعت احمدیہ نے محی الدین ابنِ عربی کا جو حوالہ پیش کیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے۔ غیر مشروط آخری نبی کا تصور جس پر کوئی جرح اور بحث نہیں ہوئی اور جسے متفق علیہ مان کر برآمد کر لیا گیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ اسے نہ دیوبندی حضرات کے مسلمہ بزرگوں کی تائید حاصل ہے، نہ بریلوی حضرات کے بزرگوں کی، نہ آئمہ سلف کی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ﴿ولٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی۔

(تحذیر الناس صفحہ ۳)

دیوبندی حضرات میں سے کسی نے نہ جرح میں کوئی سوال اٹھایا، نہ ہی اٹارنی جنرل کو توجہ دلائی کہ بانیٔ دیوبند تو آنحضرت ﷺ کو غیر مشروط طور پر آخری نبی نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک تو خاتمیت باعتبارِ زمانہ نہیں۔

بریلوی بزرگوں میں سے مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ صاحب لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب "دافع الوسواس" کے صفحہ ۱۶ پر اپنا مذہب ختم نبوت کے بارہ میں یوں پیش کرتے ہیں:۔

"بعد آنحضرت ﷺ کے زمانے کے یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ میرا عقیدہ ہی نہیں بلکہ علمائے اہلِ سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"علمائے اہلِ سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرعِ جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپؐ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہو گا وہ متبع شریعتِ محمدیہ کا ہوگا۔"

(مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحئی صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۴۴)

گویا مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ صاحب لکھنوی فرنگی محلی بھی آنحضرت ﷺ کو غیر مشروط آخری نبی نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک آخری نبی سے مراد یہ ہے کہ آپ آخری شرعی نبی ہیں اور آپ کے بعد صاحبِ شرعِ جدید کوئی نہ ہو گا۔ مگر اسمبلی میں موجود کسی بریلوی عالم نے جرح میں سوال نہیں اٹھایا، نہ ہی اٹارنی جنرل کو توجہ دلائی۔

یہ تو گویا ماضی قریب کے بزرگان کا ذکر تھا۔ پرانے بزرگوں میں سے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کا ایک قول سنئے۔ یہ معروف مشہور صوفی بزرگ جن کی کتاب "الیواقیت والجواہر" کو ایک خاص سند حاصل ہے اس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اِعْلَمْ اَنَّ النبوۃ لم ترتفع مطلقاً بعد مُحَمَّدٍ ﷺ وانما ارتفع نبوۃُ التشریع فقط"

(الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر۔ الامام عبع الوہاب الشعرانی۔ الجزء الثانی۔ صفحہ ۳۵۔ دارالمعرفۃ للطباعۃ و النشر بیروت لبنان۔ الطبعۃ الثانیہ۔ ۱۹۰۰)

ترجمہ: جان لو مطلق نبوت نہیں اٹھی۔ صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے۔

انکشاف یہ ہوا کہ جو ترمیم پیش ہو کر **منظور ہوئی وہ کبھی زیرِ غور ہی نہیں آئی اور جس صورت میں منظور ہوئی اس پر کسی کا اتفاق نہیں۔**

"غیر مشروط آخری نبی" کا تصور امت میں موجود ہی نہیں۔ سب کے سب حضور کے آخری نبی ہونے کو کسی نہ کسی رنگ میں مشروط مانتے ہیں۔ کچھ بزرگ شرعی اور غیر شرعی کی بنیاد پر مشروط قرار دیتے ہیں، کچھ زمانے اور مرتبہ کی بنیاد پر اور کچھ پرانے اور نئے کی بنیاد پر۔

جو ترمیم کی گئی ہے اس کے مطابق مندرجہ ذیل حضرات بھی غیر مسلم ٹھہرا دئے گئے ہیں اور ان کو کان و کان خبر نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ سب بزرگان آخری نبی ہونے کو کسی نہ کسی رنگ میں مشروط مانتے ہیں۔ شرط کی نوعیت میں اختلاف ہے مشروط ہونے میں اختلاف نہیں۔

۱۔ مولانا سید محمد قاسم نانوتوی۔

یہ آنحضرت ﷺ کو شرعی نبی ہونے کے لحاظ سے آخری نبی مانتے ہیں اور آخری نبی ہونا تشریع سے مشروط ہے۔ ان کے نزدیک حضورؐ زمانے کے لحاظ سے آخری نہیں، مقام و مرتبہ کے لحاظ سے آخری ہیں۔ غیر مشروط بہرحال نہیں۔

۲۔ مولانا مفتی محمود۔ کیونکہ وہ بانی دیوبند سید قاسم نانوتوی کے ہم مسلک ہیں۔

۳۔ مولانا سید عبدالحیٔ فرنگی محلی۔

۴۔ مولانا شاہ احمد نورانی، کیونکہ وہ بھی غیر مشروط آخری نبی نہیں مانتے۔ ملاحظہ ہو اللہ وسایا کی کتاب میں مولانا شاہ احمد نورانی کہتے ہیں۔

"جناب خاتم النبیین کا معانی ای لاینبأ احد بعدہ واما عیسیٰ علیہ السلام ممن نبیؐ قبلہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا اور مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ نبی ہیں جو حضور علیہ السلام سے پہلے نبی بنائے جاچکے۔"

(صفحہ ۱۲۹)

گویا مولانا شاہ احمد نورانی اس شرط کے ساتھ حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں کہ جسے آپ ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی وہ آپ ﷺ کے بعد آسکتا ہے۔ یعنی آپ کی خاتمیت زمانے سے مشروط نہیں، بعثت سے مشروط ہے۔

جو ترمیم منظور کی گئی اس کی رو سے جو شخص کسی مصلح کا ظہور بھی تسلیم کرے، غیر مسلم ٹھہرا دیا گیا ہے جبکہ علامہ اقبال اس بات کے قائل ہیں کہ:۔

"بنی نوع انسان میں جب تک روحانیت کی صلاحیت قائم ہے، ایسے حضرات مثالی زندگی پیش کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لیئے تمام اقوام اور تمام ممالک میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اس نے بشری وقوعات سے روگردانی کی۔"

تو گویا علامہ اقبال بھی غیر مسلم ٹھہرے۔ اٹارنی جنرل کا سارا استدلال اقبال کے حوالہ سے تھا وہ تو باطل ہو گیا اور قرآن و حدیث اور آئمہء سلف کے اقوال علماء نے پیش نہ کئے۔ جماعت احمدیہ نے پیش کئے تو ان پر جرح نہ کی گئی۔ یہ خصوصی کمیٹی کی کارروائی کی تصویر ہے جو اللہ وسایا کی کتاب سے ابھرتی ہے۔ علماء حضرات کی موجودگی میں کھلی آنکھوں اور سنتے کانوں ان کی رہبری میں یہ ترمیم منظور ہوئی اور یوں ۔

رہروی میں پردۂ رہبر کھلا

(۱۲)

اے اہلِ وطن!

پاکستان کی قومی اسمبلی نے مسلمان کی تعریف تو متعین نہ کی مگر آئین میں دوسری ترمیم کے ذریعہ احمدیوں کو آئین و قانون کی اغراض سے غیر مسلم قرار دے دیا۔ احمدیوں کے لئے یہ صورت کتنی بھی ناگوار کیوں نہ ہو، مگر قانونی پوزیشن یہی ہے، کہ پاکستان کے آئین کی رو سے احمدی غیر مسلم ٹھہرا دیئے گئے ہیں۔ احمدی حضرات اس صورتِ حال کو تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ اس بات پر راضی ہیں کہ وہ خدا کے حضور مسلمان ٹھہریں اور روزِ حشر آنحضرت ﷺ کی امت میں ان کا شمار ہو، آنحضرت ﷺ کی شفاعت ان کو حاصل ہو اور حضور ﷺ کا دامن انہیں میسر رہے۔ ان کی اس خواہش کو ان سے چھینا نہیں جاسکتا۔

اپوزیشن کا ریزولیوشن اور وزیرِ قانون کی تحریک، جو ہماری اس کتاب کے پہلے باب میں پس منظر کے عنوان کے تحت درج کر دی گئی ہے، ان کا جائزہ لیتے ہوئے اٹارنی جنرل نے اپنی بحث کے دوران یہ کہا کہ:۔

"لیکن میرا فرض ہے کہ میں معزز اراکین کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤں کہ اگر آپ شہری آبادی کے کسی حصہ کو ایک الگ مذہبی جماعت قرار دیتے ہیں، تو پھر نہ صرف ملک کا آئین بلکہ آپ کا مذہب تقاضا کرتا ہے کہ آپ ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ان کو اپنے مذہب کے پرچار اور عمل کا حق دیں۔" (صفحہ ۲۶۱)

پھر اپنی بحث کے آخری حصہ میں اس بات کا اعادہ کیا اور کہا:۔

"اب میں دستور کے مطابق احمدیوں کی حیثیت کے بارہ میں گزارشات کروں گا، فیصلہ خواہ کچھ بھی ہو، اراکین جو بھی راستہ اختیار کریں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ وہ پاکستانی ہیں اور شہریت کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ "ذمی" یا دوسرے درجہ کے شہری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یاد رکھئے کہ پاکستان لڑ کر حاصل نہیں کیا گیا بلکہ یہ مصالحت اور رضامندی سے حاصل کیا گیا تھا۔ یہ ایک معاہدہ تھا جس کی بنیاد دو قومی نظریہ پر تھی۔ ہندوستان میں ایک مسلمان قوم تھی اور دوسری ہندو قوم، اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ذیلی قومی گروہ تھے۔ پاکستان کی تخلیق کے ساتھ مسلمان قوم بھی تقسیم ہو گئی اور اس کا ایک حصہ ہندوستان میں رہ گیا۔ ہم ان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ چنانچہ یہ قرار پایا کہ ان کے شہری اور سیاسی حقوق ہندوؤں کے حقوق کے برابر ہوں گے۔ اسی طرح ہم پاکستان میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو مساوی شہری اور سیاسی حقوق دیں گے۔ اس بات کا ذکر آپ کو چوہدری محمد علی کی لکھی ہوئی کتاب، Emergence of Pakistan (ایمرجینس آف پاکستان) میں ملے گا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو ہوا تھا جسے قائدِ اعظم نے خطاب کیا تھا۔ وہ ایک نہائت مشکل دور تھا۔ بے شمار مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ قربانیاں دی گئی تھیں۔ اس معاہدہ کے باوجود ہندو مسلمانوں کو ذبح کر رہے تھے جس کا قدرتی طور پر پاکستان میں ردِ عمل ہوا۔ قائدِ اعظم نے مسلمانوں سے پُر امن رہنے کی پر سوز اپیل کی۔ وہ ہمیں اپنے وعدے کا احساس دلا رہے تھے۔ وہ حکومتِ پاکستان کو اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کی یاددہانی کرا رہے تھے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلّت چاہی اسی ذلّت سے ہمارے لئے عزّت نکلی۔

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے۔

جب وہ وقت آپہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ دینِ اسلام میں داخل ہونگے

(قرآنی آیات ، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے صفت عزیز کا تذکرہ اور آیات قرآنیہ کی پرمعارف تشریح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۵/اپریل ۲۰۰۲ء بمطابق ۵/شہادت ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ. هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ. وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔ (سورة الجمعة :۲تا ۴)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔وہ بادشاہ ہے۔قدّوس ہے۔کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ کی آیت ﴿وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ نازل ہوئی۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ مَیں نے تین مرتبہ سوال کو دہرایا۔ہمارے درمیان سلمان فارسیؓ موجود تھے۔رسول کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے تب بھی ان میں سے کچھ اشخاص یا ایک شخص اسے وہاں سے لے آئے گا۔(بخاری. کتاب تفسیر القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

”چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خَیرُ القُرُونِ قَرْنِی اور پھر دوسری اور تیسری صدی کو خیر القرون کہا۔اس کے بعد فرمایا کہ ثُمَّ یَفْشُو الْکَذِبُ۔اب ایک نادان اور خدا کی سنّت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپؐ کی قوّت قدسی، معاذاللہ، ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے مؤثر نہ رہی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے کور باطن کے جواب کے لئے فرمایا: ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾۔ آپؐ کی قوّت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے چنانچہ ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کا وعدہ فرمایا یعنی ایک اَور قوم آخری زمانے میں آنے والی ہے جو بلاواسطہ نبی کریم ﷺ سے فیض اور برکات حاصل کرے گی اور ایک بار ہم اسی رسول کی بعثت بروزی کریں گے۔وہ بعثت بھی اسی کے ہم رنگ ہو گی جو ﴿فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا﴾ کے وقت تھی۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امّت کے اعمال آنحضرت ﷺ کو پہنچائے جاتے ہیں۔پس سوچو کیسی تڑپ آپؐ کو پیدا ہوئی ہو گی جب آپؐ کو بتایا گیا ہو گا کہ اس قسم کے حاشیے چڑھائے جاتے ہیں جن سے امرِ حق کو شناخت کرنا قریباً محال ہو گیا ہے اور وہ باتیں داخلِ اسلام کر لی گئی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اِس معلّم کو دوبارہ بھیج دیں گے۔فِي الأُمِّيّٖن رَسُوْلًا کی بعثت کریں گے۔اس کی توجہ ان پر ڈالیں گے جو ﴿لَمَّايَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ کے مصداق ہیں یعنی ابھی نہیں آئے، آنے والے ہیں۔“

(الحکم. ۱۷/ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”وہ خدا، وہ کریم و رحیم ہے جس نے اُمیوں میں انہیں میں سے ایک ایسا کامل رسول بھیجا ہے کہ جو باوجود اُمّی ہونے کے خدا کی آیات اُن پر پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے۔اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کے گروہ میں سے اور ملکوں کے لوگ بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتداء سے قرار پاچکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں یعنی جب وہ وقت آپہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔تب وہ لوگ دینِ اسلام میں داخل ہوں گے۔“(براہین احمدیہ. صفحہ ۲۳۸. حاشیہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”وہ رحیم خدا وہ خدا ہے جس نے اُمیوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے، اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو اُن کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو اُنہیں میں سے ہو جائیں گے اور اُنہیں کے کمالات پیدا کر لیں گے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب ہے اور حکمت والا۔اس جگہ یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ میں آخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدّرہ کے یوں ہے: ﴿هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

یَلْحَقُوْا بِهِمْ.﴾۔

یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اَور بھی ہیں جن کا گروہِ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسی نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت ﷺ اُس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنی وہ لوگ ایسے زمانے میں آئیں گے کہ جس زمانے میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہبِ اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خدا تعالیٰ کسی نفسِ سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریمؐ کی روحانیت کی تربیت سے کمالِ روحانی تک پہنچادے گا اور اس کو ایک گروہِ کثیر بنائے گا اور وہ گروہ صحابہؓ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت ﷺ کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت ﷺ کا فیضان اُن میں جاری و ساری ہوگا اور صحابہؓ سے وہ ملیں گے یعنی اپنے کمالات کے رُو سے اُن کے مشابہ ہو جائیں گے اور اُن کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موقعے ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہؓ کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بے کسی اور پھر ثابت قدمی کے اُسی طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھے جائیں گے کہ جس طرح صحابہؓ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتوں اور فتنوں اور بے ایمانی کے پھیلنے کا زمانہ ہوگا اور راست بازوں کو وہی مشکلات پیش آجائیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں۔ اس لئے وہ ثابت قدمی دکھلانے کے بعد صحابہؓ کے مرتبہ پر شمار ہوں گے لیکن درمیانی زمانہ فیجِ اَعوج ہے جس میں بباعث رُعب اور شوکت سلاطینِ اسلام اور کثرت اسبابِ تنعّم صحابہؓ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور اُن کے مراتب کو ظلّی طور پر حاصل کرنے والے بہت ہی کم تھے مگر آخری زمانہ اوّل زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اُس زمانے کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوّت کے اَور کوئی سہارا ابلاؤں کے مقابلہ پر اُن کے لئے نہ ہوگا۔ سو اُن کا ایمان خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اس کو زمین پر لے آتے یعنی اُن پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے اُن کو گھیریں گے لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اُس کو نہ چھوڑتے۔ سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے، اِس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جب چاروں طرف بے ایمانی پھیلی ہوئی ہوگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت دلوں سے نکل جائے گی مگر اُن کا ایمان اُن دلوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خدا تعالیٰ کے لئے بلاکشی کی اُن میں بہت قوّت ہوگی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا۔ نہ کوئی خوف اُن کے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی دنیوی امید اُن کو سست کرے گی اور ایمانی قوت اُنہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت قدم نکلے"۔(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں ﷺ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ اِسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس ﴿اٰخَرِیْنَ﴾ کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریمؐ کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریمؐ کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اُس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہؓ میں داخل ہوا اور یہی معنے ﴿اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے، اُس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ۔ صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جلّ شانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں ﴿وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ کا لفظ استعمال کر کے اِس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہؓ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانے میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس آیت ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہیں، اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو ﴿اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سنّ میں پورا کر کے صحابہؓ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سنّ ۱۲۷۵ ہجری جو آیت ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اِس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولّد روحانی کی تاریخ ہے"۔(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور فرمایا کُلُّ بَرَکَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی نبی کریم ﷺ نے تمہیں اپنی روحانیت کی تاثیر کے ذریعہ سکھایا اور اپنی رحمت کا فیض تیرے دل کے برتن میں ڈال دیا تا تجھے اپنے صحابہؓ میں داخل کریں اور تجھے اپنی برکت میں شریک کریں اور تا اللہ تعالیٰ کی خبر ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ اس کے فضل اور اس کے احسان سے پوری ہو۔"(حاشیہ خطبہ الہامیہ۔ صفحہ ب)

اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس ہے:۔

"یہ لوگ جمع بین الصلوٰتین پر روتے ہیں حالانکہ مسیح کی قسمت میں بہت سے اجتماع رکھے ہیں۔ کسوف و خسوف کا اجتماع ہوا، یہ بھی میرا ہی نشان تھا اور ﴿وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ بھی میرے ہی لئے ہیں اور ﴿وَاٰخَرِین مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ﴾ بھی ایک جمع ہی ہے کیونکہ اوّل اور آخر کو ملایا گیا ہے اور یہ عظیم الشان جمع ہے جو رسول اللہ ﷺ کے برکات اور فیوض کی زندگی پر دلیل اور گواہ ہے اور پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اِس قدر سامان تبلیغ جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیلِ دین بھی تھا جس کے لئے فرمایا گیا تھا ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾ اب اِس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST		EUROPE ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836	France:	01 60 19 22 85
London:	07900 254520	Germany:	08 25 71 694
London:	07939 054424	Germany:	06 07 16 21 35
London:	07956 849391	Italy:	02-35 57 570
London:	07961 397839	Spain:	09 33 87 82 77
High Wycombe:	01494 447355	Holland:	02 91 73 94
Luton:	01582 484847	Norway:	06 79 06 835
Birmingham:	0121 771 0215	Denmark:	04 37 17 194
Manchester:	0161 224 6434	Sweden:	08 53 19 23 42
Sheffield:	0114 296 2966	Switzerland:	01 38 15 710
W.Yorkshire:	07971 532417		
Edingburgh:	0131 229 3536		
Glasgow:	0141 445 5586		

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

MAIL ORDER
EXPORT
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت ﷺ کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ ﴿اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ﴾ کا وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اَب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ ہدایت اور تکمیل اشاعتِ ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح پر ملایا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے۔"

(الحکم۔ جلد ٦۔ نمبر ٤٣۔ بتاریخ ٣٠/ نومبر ١٩٠٢ء صفحہ اوّل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت ﷺ کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروزی کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آپ ﴿وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اُس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث، اس کے خُلق کا وارث، اس کے علم کا وارث، اُس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا، اس کا خُلق لے گا، اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں۔" (نزول المسیح۔ صفحہ نمبر ٣ حاشیہ)

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ التغابن: ١٩)

غیب اور حاضر کا دائمی علم رکھنے والا، کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

پھر فرمایا: ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (سورۃ الملک: ٣)

وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے موت اور زندگی بنائی۔ اس دنیا کو چھوڑنا اور پھر ہمیشہ زندہ رہنا۔

جس چیز کا تقاضا اور خواہش انسان میں ہے۔ اس کا سامان بھی ضرور موجود ہو جاتا ہے۔ انسان کی یہ فطری خواہشات سے ہے کہ وہ فنا نہ ہو۔ تو اس کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہے۔ مرنے کے بعد رُوح قائم رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موت بھی بنائی ہے۔ یہ بھی اُس کی بڑی غریب نوازی ہے۔ موت کے ساتھ دنیا کی سب تکالیف کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور موت کے بعد پھر ترقیات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ موت انسان کے واسطے اس طرح ضروری ہے جس طرح ہر اُس لڑکی کے واسطے جو کسی کے گھر میں پیدا ہوا۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے ماں باپ بصد محبت اُسے پال پوس کر اور ہر طرح سے اُس کی تعلیم و تربیت کر کے بالآخر ایک دن اسے اپنے گھر سے رُخصت کر کے دوسرے گھر میں پہنچا آویں۔ کیونکہ اس میں ایک جوہر خدا تعالیٰ نے رکھا ہے جس کی شگفتگی سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر اُس گھر میں چلی جاوے۔ خواہ اس کے ماں باپ اور خویش و اقرباء اس کی جدائی کے صدمہ سے روئیں اور غم کھائیں اور آنسو بہائیں۔ پر ضرور ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اُسے رخصت کریں۔ جس طرح وہ جدائی کی گھڑی سخت ہے، اسی طرح موت کی ساعت بھی سخت ہے۔ مگر اس کے بعد آرام و راحت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

اس موت و حیٰوۃ کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں قوموں کی روحانی موت اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کی تمام قوموں پر روحانی مُردگی وارد ہو چکی تھی اور بر و بحر ہلاک ہو چکے تھے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں دوسری جگہ اشارہ فرمایا ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾ (انفال: ٢٥)۔ اے مومنو! اللہ اور رسول کی بات مانو جبکہ وہ تمہیں بلاوے تا کہ تمہیں زندگی عطا کرے۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ٧/ دسمبر ١٩١١ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں:-

"امتحان کے معنے ہیں: کسی سے محنت لینا اور اس پر مزدوری دینا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ (حجرات: ٤)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے ایک امتحان میں ڈالا جس سے وہ کامیاب ہوئے اور مغفرت اور اجر عظیم انہوں نے حاصل کیا۔

عَزِیْزٌ: پیاری باتوں کو پیار کرنے والا۔ غالب۔ بڑی عزت والا ہے اور بندوں سے غلطیاں ہوئی ہیں تو وہ استغفار کریں، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ١٦/ نومبر ١٩١١ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"دنیا کی کامیابیاں ابتلاء سے خالی نہیں ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے: ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ﴾ یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ ہم تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔" (الحکم۔ جلد ٥۔ نمبر ٢٣۔ ٢٤/ جون ١٩٠١ء صفحہ اوّل)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:-

"......اب ان مذاہب پر نظر ڈال کر صدق دل سے بتاؤ کہ اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے، جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں۔ .... دیکھو اور غور سے سنو! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامُراد ہونے نہیں دیتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مَیں اُس کے برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں۔ کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اس کا کوئی تعلق آسمان سے ہے...... مگر مَیں نے اپنے پُر زور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ برکات اور زندہ نشانات صرف اسلام کے لئے ہیں۔ مَیں نے بے شمار اشتہار دیئے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ ہزار اشتہار شائع کئے۔ اب ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے الزام دیئے۔ اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے، مگر عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی، اُسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی۔ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (الجمعہ: ٥) دیکھو اگر کلارک کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی پہلے سینکڑوں انسانوں میں شائع ہو چکا تھا۔

یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں۔ اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلیٰ بدیہیات ہیں کہ اُن کا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جس کا نمونہ موجود نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ ۳۳۲،۳۳۳۔ جدید ایڈیشن)

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات:

"میاں محمد الدین صاحبؓ مذکور اور منشی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:۔

"اِنِّیْ اَعْزَزْتُ وَ اَکْرَمْتُ وَ یَسُرُّنِیْ قَوْلُكَ اِنِّیْ عَلَّمْتُ"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱۔صفحہ ۱۰۹)۔(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۲۔صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ:۔ یعنی مَیں نے عزت دی۔ اور آپ کی بات مجھے پسند آتی ہے۔ مَیں نے اسے تعلیم دی۔(تذکرہ۔ صفحہ ۷۷۸۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

الہام ۱۹۰۰ء:۔

اِنِّیْ حَاشِرُ کُلِّ قَوْمٍ یَاْتُوْنَكَ جُنُبًا۔ وَ اِنِّیْ اَنَرْتُ مَکَانَكَ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ بَلَجَتْ اٰیَاتِیْ۔ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا۔

مَیں ہر ایک قوم میں سے گروہ کے گروہ تیری طرف بھیجوں گا۔ مَیں نے تیرے مکان کو روشن کیا۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جو عزیز اور رحیم ہے اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہم جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے تو اُن کے لئے یہ علامت ہے کہ یہ کلام نشانوں کے ساتھ اُترا ہے اور خدا ہرگز کافروں کو یہ موقع نہیں دے گا کہ مومنوں پر کوئی واقعی اعتراض کر سکیں۔"

(تذکرہ۔ صفحہ ۳۹۱ تا ۳۹۳)

پھر ۱۹۰۰ء کا الہام ہے:۔

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآءُ هُمْ وَلِتَدْعُوَ قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔

اُن کو کہہ دے کہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو میرے پر اس کا جرم ہے یعنی مَیں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اُس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحیم ہے۔ تا تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا دوسری قوموں کو دعوت دین کرے۔(تذکرہ۔ صفحہ ۳۹۴،۳۹۵)

پھر ۱۹۰۰ء کا ایک الہام ہے:

لَاتَعْجَبَنَّ مِنْ اَمْرِیْ۔ اِنَّا نُرِیْدُ اَنْ نُّعِزَّكَ وَ نَحْفَظَكَ۔

(اربعین نمبر ۲۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۸۵)

ترجمہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ:"میرے امر سے تعجب مت کر۔ ہم تجھے عزت دینا چاہتے ہیں اور تیری حفاظت کرنا چاہتے ہیں"۔

پھر الہام ہے ۱۴؍اگست ۱۹۰۳ء کا:۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔

اے سردار! پُر حکمت قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ تُو خدا کا مرسل ہے۔ اور راہِ راست پر ہے۔ اس کا نزول اس خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔(تذکرہ۔ صفحہ ۴۷۹)

۱۷؍دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء کا الہام ہے:

"کَمَّلَ اللّٰهُ اِعْزَازَكَ"۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا اعزاز مکمل کیا۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۱)

یا۔ اللہ تعالیٰ تیرا اعزاز کامل کرے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:

"اَطَالَ اللّٰهُ بَقَآءَكَ وَکَمَّلَ اللّٰهُ اِعْزَازَكَ۔ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ"۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۳۳،۳۵)

اللہ تجھے دیر تک باقی رکھے اور تیرے اعزاز کو مکمل کرے اور تیری عمر کو لمبا کرے۔

(تذکرہ صفحہ ۵۲۳،۵۲۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:"قُلْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُوالْاِقْتِدَارِ اَفَلَا تُؤْمِنُوْنَ"۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۷ مورخہ ۶؍اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۔ تذکرہ صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

کہہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔

پھر ۱۹۰۶ء کا الہام ہے:

"یٰسٓ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ"۔

اے سردار! تُو خدا کا مرسل ہے راہِ راست پر۔ اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں۔ سو مَیں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔(تذکرہ۔ صفحہ ۶۶۴،۶۶۵)

پھر الہام ہے ۱۴؍اگست ۱۹۰۷ء:"آج ہمارے گھر میں پیغمبر ﷺ آئے، آ گئے، عزت اور سلامتی"۔(تذکرہ۔ صفحہ ۷۲۶۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

الہامات ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء:۔

"اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ"۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پہچانا جاؤں۔

"اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ الرَّحْمٰنُ ذُوالْعِزِّ وَالسُّلْطَانِ"۔

مَیں تیرا ربّ رحمان ہوں۔ صاحب عزت کا اور صاحب غلبہ کا۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۷۳۲)

❀❀❀........❀❀........❀❀❀

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک لازمی چندہ ہے جس کی شرح سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ (یعنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ سال میں ایک مرتبہ) ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی آمد پر پوری شرح کے مطابق چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

For any Business / Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad , BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

آپ کا اپنا تعلیمی ادارہ
Microsoft Certified Professional IT Training Centre
Ausbildung Weiterbildung zertifizierung & Tests
MIT IHK- ZERTIFIKAT
E-mail: Khalid@t-online.de
WWW.Professional-ittrainingcenter.de
Tel :00 (49) + 511 - 40 43 75
Fax:00 (49) + 511 - 48 18 735
MS PITTC GLOBALE TRADE SERVICE
EHRHARTSTR.4
3 0 4 5 5 HANNOVER - GERMANY

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام

جناب عبدالقدیر رشک اپنی کتاب "یادوں کے چراغ (پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ کے ناقابل فراموش واقعات و شخصیات) میں جو ادارہ تخلیقات اکرم آرکیڈ، ۲۹ ٹمپل روڈ (صفاں والا چوک) لاہور نے شائع کی ہے کے صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ پر مذکورہ بالا عنوان کے تحت مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پاکستان کے ایک دور افتادہ شہر جھنگ مگھیانہ میں ۲۹ر جنوری ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک نوبجے دن جس بچے نے آنکھ کھولی والدین نے اس نومولود کا نام عبدالسلام رکھا۔ اس سعادت مند بیٹے نے ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء کو جب پاکستانی وقت کے مطابق سوا آٹھ بجے اپنا آخری سانس لیا تو ستر سال، نوماہ، بائیس دنوں پر محیط وہ زندگی کے ہر میدان میں ایسی عالمگیر کامیابیاں حاصل کر چکے تھے کہ سائنس کے علم کی جستجو میں دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں کے تین تین سالوں پر پھیلے ہوئے ریسرچ کاموں کو اپنی خداداد ذہانت اور محنت سے محض ایک سال کے مختصر عرصہ میں مکمل کر کے اپنے نگران اساتذہ کو بھی حیرت زدہ کر دیا اور یونیورسٹی امتحانات کے نئے ریکارڈز اور معیار قائم کئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے جب اپنے ایک قابل نگران پروفیسر سے سرٹیفکیٹ طلب کیا تو استاد نے فخریہ طور پر اپنے پاکستانی شاگرد سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ مجھے لکھ دیں کہ میں آپ کا استاد رہا ہوں۔ چوبیس پچیس سال کے طالب علم کی اگر یہ علمی شان ہو تو مستقبل کی کامیابیوں کی چمک دمک کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ حیران کن حقیقت ہے کہ ۱۹۵۸ء میں صرف ۳۲ سال کی عمر میں ڈاکٹر عبدالسلام نے نئے سائنسی نظریات پیش کئے۔ ۱۹۷۹ء میں جب دو امریکی سائنس دانوں نے اپنی آزادانہ تحقیق کے نتیجہ میں وہی اکیس سال قبل والی ڈاکٹر سلام کی تھیوری پیش کی تو ان دونوں سائنس دانوں کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی نوبل انعام دینا پڑا۔ تاخیر کی وجہ پاکستانی ہونا تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام بے پناہ ذہنی، علمی، نظریاتی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ بے مثال علمی و تنظیمی لیاقت سے بھی بہرہ مند تھے۔ انہیں یقین کامل تھا کہ وہ پاکستان اور تیسری دنیا کے غریب ملکوں کے محروم لوگوں کی زندگیوں میں جدید علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعہ خوشی اور خوشحالی لاکر ان کے لئے باوقار معیارِ زندگی ممکن بنا سکتے ہیں اور پچاس سے زائد آزاد و خودمختار مسلم ممالک میں وہی کردار ادا کرسکتے ہیں جس طرح ازمنہ وسطیٰ کی پانچ چھ صدیوں کے دوران مسلمان بادشاہوں کی سرپرستی میں مسلمان سائنس دانوں جابر بن حیان، خوارزمی، مسعودی، البیرونی، عمر خیام، ابن رشد، طوسی، ابن نفیس نے علم و عمل اور عزم سے عالمی رہنمائی کا حق ادا کیا۔ لیکن جب ہندوستان میں مسلمان حکمران ہوئے تو بقول پروفیسر ڈاکٹر سلام:

"حکمت اور سائنس کی روایت ختم ہو چکی تھی۔ زمام اقتدار، ناخواندہ بادشاہوں کے ہاتھ میں تھی جو اپنے جاہ و جلال کا شوق رکھتے اور بس۔ انہوں نے آنے والی نسلوں کے لئے عالیشان مقبروں کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ مسلمان بادشاہوں نے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا۔ مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں کا یہ رویہ ہنوز جاری ہے"۔

ڈاکٹر سلام اس مہلک رویہ کو بدلنا چاہتے تھے تاکہ آنے والے دور کے سخت چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان اور تیسری دنیا کے نوجوان سائنسدان تیار کئے جاسکیں۔ سائنس کی تعلیم عام کرنے اور ٹرانسفر آف ٹیکنالوجی ممکن بنانے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام اپنے سائنسی وژن کے مطابق سائنس کا ایک شہر تخلیق کرنا چاہتے تھے۔ یعنی ۲۰ویں صدی کے جدید ترین علوم سائنس اور ٹیکنالوجی کا تاج محل بنانا چاہتے تھے۔

۱۹۶۰ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک ڈاکٹر سلام کو صدر مملکت کے چیف سائنٹیفک مشیر کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اسی عرصہ میں ڈاکٹر سلام اور ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی کی مثالی سائنسی رفاقت نے ایک "ڈریم ٹیم" کے طور پر مربوط سائنسی قومی پالیسی کے تحت ٹھوس نتائج حاصل کئے اور کراچی پاور پلانٹ کے علاوہ PINSTECH اور SUPARCO جیسے بنیادی ادارے قائم کئے۔ اپنے مجوزہ تصوراتی سائنسی شہر کو اقوام متحدہ کے متعلقہ اداروں میں پیش کیا۔ ۶۲-۱۹۶۱ء کا زمانہ تھا۔ اقوام متحدہ میں اس منصوبہ کو توجہ کے ساتھ سنا گیا اور یونیسکو نے تیس ہزار ڈالرز کے علاوہ اپنا ٹرائسٹ کا شہر اور اس کی تمام سہولیات ان کے حوالہ کر دیں۔ اسی شہر میں ۱۹۶۴ء میں ایک عظیم الشان ادارہ "انٹرنیشنل سنٹر آف تھوریٹیکل فزکس" کے نام سے قائم کیا گیا۔ اس سنٹر میں ہر سال تیسری دنیا کے غریب ممالک سے ایک ہزار نوجوان سائنس دان آتے ہیں جو ترقی یافتہ ممالک سے مدعو کئے گئے نامور سائنس دانوں سے باہم مل کر براہ راست بات چیت، سوال و جواب، بحث مباحثہ اور سیمینارز کے ذریعہ جدید سائنسی رجحانات اور پیش رفت سے آگاہی حاصل کرتے ہیں اور اس طرح ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک کے سائنس دان جدید علوم کے چراغوں سے نئے چراغ روشن کر کے پسماندہ غریب ملکوں کے لئے روشن مستقبل کی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ گزشتہ ۳۲ سال کے دوران تیسری دنیا کے ۳۳ ہزار نوجوانوں نے اس سے استفادہ کیا۔

ٹرائسٹ کے آئی سی ٹی پی سنٹر کے بانی ڈائریکٹر کے طور پر ڈاکٹر عبدالسلام نے ۱۹۶۴ء سے لے کر ۱۹۹۴ء تک پورے تیس سال انتھک طریق پر غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔ ریٹائرمنٹ پر ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر دنیا کی مختلف قوموں اور ملکوں کے نمائندوں اور سائنس دانوں نے شرکت کی اور سب نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ڈاکٹر سلام کو ان کے علمی کارناموں پر خراج تحسین پیش

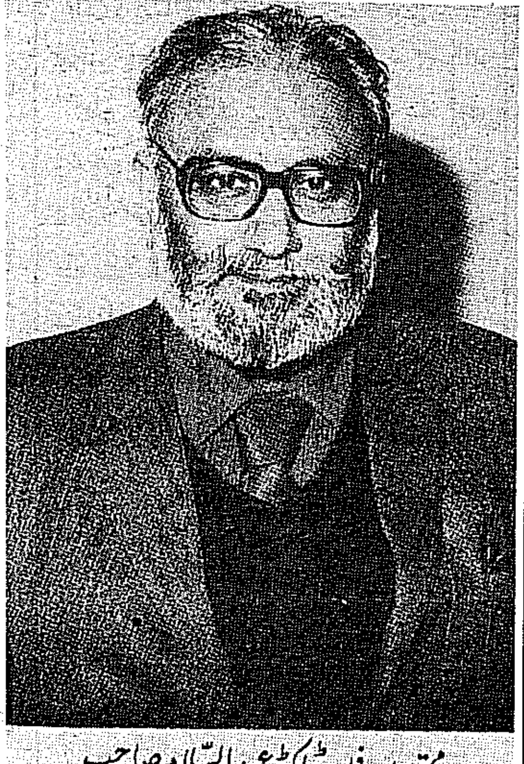

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب

کیا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے قریب تر ہو کر ان کو الوداع کہے۔ بالآخر ایک طویل قطار بن گئی۔ تمام دنیا سے آئے ہوئے یہ سائنسدان قطار بنا کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتے اور بیماری کی وجہ سے وہیل چیئر پر بیٹھے ہوئے پاکستان کے نوبل لاریٹ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کے سامنے آکر رکتے، عقیدت سے سر جھکاتے ہوئے الوداعی الفاظ کے ذریعے ان کی شخصی عظمت کو سلام کرتے ہوئے آگے گزر جاتے۔ ایک پاکستانی کے لئے عقیدت اور عزت و احترام کا چشم فلک نے ایسا نظارہ پہلے کب دیکھا ہوگا؟

اس تقریب میں قائداعظم یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر پرویز ہود بھائی بھی موجود تھے۔ ماہنامہ "نیوز لائن" میں آپ لکھتے ہیں کہ اس غیر معمولی الوداعی تقریب میں کسی طرح ایک نوجوان پاکستانی طالب علم پہنچ گیا اور قطار میں کھڑا ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ باری آنے پر نوجوان پاکستانی نے آگے جھک کر ڈاکٹر سلام سے کہا "سر پاکستان کو آپ پر فخر ہے"۔

پاکستان کا لفظ سنتے ہی اس عظیم سائنس دان کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں سے نیچے بہنے لگے۔ یقیناً ان آنسوؤں کے اندر اس کربناک کیفیت کا بھی اثر ہوگا کہ وہ ٹرائسٹ میں قائم کردہ اپنے عالمی سائنسی ادارہ کو اپنے وطن پاکستان میں کیوں نہ قائم کرسکے۔ بلاشبہ ڈاکٹر سلام کے ان آنسوؤں کی شکل میں ہماری قوم اور ملک و ملت نے بہت بڑی قیمت ادا کی ہے۔

۲۸ سال کی عمر کے نوجوان عبدالسلام نے جب ناسازگار حالات سے مجبور ہو کر سائنسی تنہائی سے خوفزدہ ہو کر، باہر کا رخ کیا تو بہت جلد اپنی غیر معمولی ذہانت اور سائنسی صلاحیت کا ساری دنیا سے لوہا منوایا اور انہیں ترقی یافتہ سپر طاقتوں کے مراکز لندن، واشنگٹن، ماسکو، بیجنگ ہر جگہ قدر و منزلت کی نگاہ سے سرفراز کیا گیا۔ بیجنگ میں چائنیز اکیڈیمی آف سائنسز نے ڈاکٹر سلام کے اعزاز میں جو استقبالیہ دیا اس میں وزیراعظم چواین لائی شریک ہوئے لیکن چین کے صدر نے بھی پروٹوکول کے تمام تکلفات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس پروقار تقریب میں شرکت کی اور پاکستانی سائنس دان کے خطاب کو سامعین میں بیٹھ کر سنا۔

اسی طرح جب ڈاکٹر سلام جنوبی کوریا گئے تو وہاں کے صدر مملکت نے دوران ملاقات ان سے خاص طور پر پوچھا کہ وہ انہیں بتائیں کہ کسی طرح کی تحقیق اور علمی کارنامہ کے ذریعہ ایک کورین شہری کو بھی نوبل انعام مل سکتا ہے۔ اور وہ بھی اپنے ملک کے لئے وجہ افتخار بن سکتا ہے۔

علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر اسرار احمد علی کے الفاظ میں "عبدالسلام ایک فرد نہیں، ایک تحریک کا نام ہے۔ یہ تحریک ہے علم و دانش کی، عمل و جفاکشی کی اور اپنے تہذیبی ورثہ میں جائز فخر کی۔ یہ تحریک ہے دنیا سے غربت اور جہالت مٹانے کی اور طاقتور ممالک کے ظلم و استحصال کے خلاف جہاد کی"۔

یقیناً ڈاکٹر عبدالسلام کے فروغ سائنس کے مشن کی ضرورت و افادیت وقت کے ساتھ بڑھتی رہے گی اور یہ عالمی مقصد ڈاکٹر صاحب کی بے لوث علمی و عملی سائنسی خدمات کی یاد دلاتا رہے گا"۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

بقیہ: احمدیہ مسئلہ قومی اسمبلی میں
از صفحہ نمبر ۴

انہوں نے فرمایا تھا:۔
”آپ اپنے مندروں میں جانے کو آزاد ہیں، اپنی مسجدوں میں جانے کو آزاد ہیں۔“
اور مزید فرمایا:۔
”وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو، ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان، مسلمان نہیں رہے گا۔ مذہبی طور پر نہیں بلکہ سیاسی طور پر یعنی یہ کہ سب کے لئے سیاسی آزادی برابر ہوگی“۔
(صفحہ ۳۱۶،۳۱۷)

اس طرح آئینی ترمیم سے قبل عوام اور عالمی رائے عامہ کو اطمینان دلانے کے لئے اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ احمدیوں کے شہری حقوق محفوظ ہوں گے اور ان تحفظات کے ساتھ آئینی ترمیم منظور کی جا رہی ہے۔ آئین کی ترمیم کے ذریعہ مذہب میں دخل اندازی کو سنجیدہ طبقہ نے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا مگر پھر بھی یہ سمجھ کر خاموشی اختیار کرلی کہ شائد روز روز کے جھگڑوں، تشدد پسند مولویوں اور ان کے نت نئے مطالبوں سے نجات مل جائے گی۔ لیکن احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی ترمیم کی سیاہی بھی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ احمدیوں کے حقوق سلب کر لینے کے مطالبات شروع ہو گئے اور بالآخر ۱۹۸۴ء میں ایک فوجی آمر نے اپنے ناجائز اقتدار کو سہارا دینے کے لئے ایک ایسا قانون نافذ کر دیا جس سے مذہبی اذیت پسندوں کی مراد بر آئی اور احمدیوں کے لئے اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کے نام سے پکارنا اور نماز کے لئے اذان دینا، قابل تعزیر جرم ٹھہرا اور تین سال قید بامشقت اور غیر معین جرمانہ کی سزا مقرر کر دی گئی۔ ان کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی گئی اور قانون کی دفعات میں ایسی راہیں کھول دی گئیں کہ احمدیوں کے لئے اپنے مذہبی اعتقاد اور ضمیر کے مطابق نہ صرف خدا کے حضور عبادات بجالانا محال کر دیا گیا بلکہ ان کی روزمرہ زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی۔ السلام علیکم کہنے پر، ماہِ رمضان میں اپنے ہی گھر میں اعتکاف بیٹھنے پر، عزیزوں دوستوں کو افطار کے لیے مدعو کرنے پر، دعوتی کارڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر مقدمات قائم ہوئے اور سزائیں دی گئیں۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ یہ مطالبے شروع ہو گئے کہ تین سال کی سزا ناکافی ہے۔ نت نئی صورتیں احمدیوں کو اذیت پہنچانے کی پیدا کی جانے لگیں۔ اور تو اور ’ربوہ‘ کا نام بھی تبدیل کرنے کے مطالبے ہونے لگے اور بالآخر نام تبدیل کر دیا گیا۔ تفصیلات بیان کرنے کا موقع نہیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ہر ممکن حملہ احمدیوں کی مذہبی آزادی پر کیا گیا۔ ان کی تبلیغ پر پابندی لگا کر یکطرفہ زہریلا پراپیگنڈا ان کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ احمدیوں کے سالانہ جلسہ اور معمول کے اجتماعات پر سرکاری احکام کے تحت پابندیاں عائد کی گئیں۔ ان کے جرائد و رسائل پر لاتعداد مقدمات قائم کئے گئے۔ غرضیکہ احمدیوں کے لئے نہ مذہبی آزادی میسر رہی، نہ آزادی اظہار، نہ آزادی اجتماع۔

اس ارضِ پاک میں کلمہ طیبہ مٹانے کی مہم بھی چلائی گئی اور اس غرض کے لئے انتظامیہ اور پولیس کو استعمال کیا گیا۔ اہلِ وطن اپنے احمدی ہم وطنوں کی مذہبی آزادی سلب ہوتے ہوئے خاموشی سے دیکھتے رہے۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ احساس بالکل ہی اٹھ گیا ہوتا۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک موقعہ پر ”ایک مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ آئی ہوئی پولیس فورس کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ (احمدی) بغیر یونیفارم کے تو کسی کو کلمہ نہیں مٹانے دیں گے‘ یہ تو سر دھڑ کی بازی لگائے بیٹھے ہیں‘ لیکن اگر حکومت مٹائے تو احمدی کہتے ہیں کہ ہم مزاحمت نہیں کریں گے۔ اس صورت میں اللہ جانے اور حکومت۔ جب وہ مجسٹریٹ اتنی بات کہہ رہا تھا‘ تو ایس ایچ او نے کہا کہ جناب یہ باتیں تو بعد میں نپٹے ہوں گی پہلے یہ بتائیں کہ مٹائے گا کون؟ اس نے کہا کہ لازماً تم ہی مٹاؤ گے، تمہیں اسی لئے ساتھ لایا ہوں۔ اس پر ایس ایچ او نے کہا یہ میری پیٹی ہے اور یہ میرا STAR ہے جہاں مرضی لے جائیں مگر خدا کی قسم میں کلمہ نہیں مٹاؤں گا اور نہ ہی میری فورس کا کوئی آدمی کلمہ مٹائے گا۔ اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ کر لیں کہ کلمہ کون مٹائے گا اس وقت تک یہ ساری باتیں فضول ہیں کہ کس طرح مٹایا جائے۔ اس قسم کا ایک واقعہ نہیں ہوا، پاکستان کے طول و عرض میں ایسے کئی واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ پولیس جو پاکستان میں سب سے بدنام انتظامیہ مشہور ہے اور جسے ظالم‘ سفاک‘ بے دین اور بے غیرت کہا جاتا ہے اور ہر قسم کے گندے نام دیئے جاتے ہیں کلمہ کی محبت ایسی عظیم ہے، کلمہ کی طاقت اتنی عجیب ہے کہ ایک جگہ نہیں متعدد جگہوں سے بارہا یہ اطلاعات ملی ہیں کہ پولیس نے کلمہ مٹانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور یہ کہا کہ کوئی اور آدمی پکڑو جو کلمہ مٹائے، ہم اس کے لئے تیار نہیں۔

اسی طرح بعض مجسٹریٹس کے متعلق اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہ بڑے ہی مغموم حال میں سر جھکائے ہوئے آئے، معذرتیں کیں اور عرض کیا کہ ہم تو مجبور ہیں، ہم حکومت کے کارندے ہیں، ہماری خاطر کلمہ مٹا دو۔ احمدیوں نے کہا کہ ہم تو دنیا کی کسی حکومت کی خاطر کلمہ مٹانے کو تیار نہیں ہیں، اگر تم جبراً مٹانا چاہتے ہو تو مٹاؤ۔ پھر مجسٹریٹ نے کہا اچھا سیڑھی لاؤ تو جواب میں کہا گیا کہ ہمارے ہاتھ سیڑھی بھی لے کر نہیں آئیں گے۔ پھر انہوں نے کسی اور سے سیڑھی منگوائی اور ایک آدمی کلمہ مٹانے کے لئے اوپر چڑھایا۔ اس وقت احمدیہ ”مسجد“ سے ایسی دردناک چیخیں بلند ہوئیں کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ان کا سب کچھ برباد ہو چکا ہے اور کوئی بھی زندہ نہیں رہا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ خود مجسٹریٹ کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور ابھی کلمہ پر ایک ہی ہتھوڑی پڑی تھی کہ مجسٹریٹ نے آواز دی کہ واپس آجاؤ ہم یہ کلمہ نہیں مٹائیں گے۔ حکومت جو چاہتی ہے ہم سے سلوک کرے، ہم اس کے لئے تیار ہیں“۔ (زھق الباطل صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

”ایک اور انتہائی دردناک واقعہ جو ہمارے علم میں آیا وہ اس سے بھی زیادہ ظالمانہ ہے کہ ایک موقعہ پر جب پولیس نے بھی کلمہ مٹانے سے انکار کر دیا اور گاؤں کے سب مسلمانوں نے بھی صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز یہ کلمہ نہیں مٹائیں گے تو اس بدبخت مجسٹریٹ نے سوچا کہ میں ایک عیسائی کو پکڑتا ہوں کہ وہ کلمہ مٹائے۔ چنانچہ اس نے ایک عیسائی کو کہا کہ وہ کلمہ مٹائے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے پادری صاحب سے پوچھ لوں۔ پادری نے یہ فتویٰ دیا کہ دیکھو! اللہ سے تو ہمیں کوئی دشمنی نہیں ہے خدا کی وحدانیت کا تو ہم بھی اقرار کرتے ہیں اور وہ بھی۔ اس لئے کسی عیسائی کا ہاتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو نہیں مٹائے گا ہاں جاؤ اور (نعوذ باللہ من ذالک) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نام کو مٹا دو۔ اس بدبخت اور لعنتی نے یہ گوارہ کر لیا کہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ کا نام ایک عیسائی کے ہاتھ سے مٹوا دے“۔ (زھق الباطل صفحہ ۱۸۰،۱۸۱)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ نے متنبہ کیا:۔
”مگر میں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ ہمارے خدا کو جس طرح اپنے نام کی غیرت ہے اسی طرح ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ کے نام کی بھی غیرت ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ خود مٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے مگر خدا کے نام کو مٹنے نہیں دیتے تھے۔ ہمارا خدا نہ خود مٹ سکتا ہے اور نہ محمدؐ کے پاک نام کو کبھی مٹنے دے گا۔ اس لئے اے اہلِ پاکستان! میں تمہیں خبردار اور متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور حیا باقی ہے تو آؤ اور اس پاک تحریک میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ کلمہ، اس کی عزت اور اس کی حرمت کو قائم کرو“۔
اور فرمایا:۔
”بس اے اہلِ پاکستان! اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنی جان، اپنی روح، اپنے کلمہ کی حفاظت کرو۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اس کلمہ میں جس طرح بنانے کی طاقت ہے اس طرح مٹانے کی بھی طاقت موجود ہے۔ یہ جوڑنے والا کلمہ بھی ہے اور توڑنے والا بھی مگر ان ہاتھوں کو توڑنے والا ہے جو اس کی طرف توڑنے کے لئے اٹھیں۔ اللہ تمہیں عقل دے اور تمہیں ہدایت نصیب ہو“۔
(زھق الباطل صفحہ ۱۸۱، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۸۵ مسجد فضل لندن)

آخر میں ہم اہلِ وطن اور دانشوران قوم سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ایک کھلی کھلی ناانصافی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی جائے اور تشدد، منافرت اور عدم رواداری کے دہکتے ہوئے الاؤ سے قوم کو نجات دلائی جائے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام

الرحیم جیولرز حیدری
اور
الرحیم نیو جیولرز حیدری

اور اب

الرحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے بینن (Benin) مغربی افریقہ میں

پہلے احمدیہ فٹبال ٹورنامنٹ کا کامیاب انعقاد

وفاقی وزیر برائے کھیل اور علاقہ کی ممتاز شخصیات کی طرف سے حسنِ انتظام اور مثالی نظم و ضبط پر خراج تحسین۔

علاقائی ریڈیو اسٹیشن پر فائنل میچ اور اختتامی کارروائی کی Live کوریج۔ نیشنل ریڈیو اور اخبارات میں تذکرہ

فائنل مقابلہ دیکھنے کے لئے کم و بیش دس ہزار افراد کا اجتماع

(رپورٹ: رشید احمد طیب۔ مبلغ سلسلہ)

حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے یہ ہدایت موصول ہوئی کہ کھیلوں کے ذریعہ بھی نوجوانوں کی تربیت کا انتظام ہر ملک میں ہونا چاہئے۔ بالخصوص افریقہ میں فٹبال

کنگ آف پاراکو اور وفاقی وزیر برائے کھیل فٹ بال ٹورنامنٹ دیکھتے ہوئے۔

بہت زیادہ مقبول ہے، نظام جماعت کوشش کرے کہ ہر ملک میں جماعت احمدیہ کی خدمات اس میدان میں بھی اُجاگر ہوں اور اس طرح بھی تربیت کے سامان کئے جائیں۔

پیارے آقا کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ بینن نے اس سلسلہ میں پروگرام بنانے شروع کئے۔ اس سے قبل اجتماع خدام الاحمدیہ یا جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کے موقعوں پر نمائشی فٹبال میچز تو کروائے جاتے تھے لیکن اس کے لئے کوئی باقاعدہ نظام موجود نہیں تھا۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بینن حافظ احسان سکندر صاحب نے جملہ مبلغین سلسلہ اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور چند ممبران مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ میں یہ پروگرام ترتیب دیا کہ پہلے ہر ڈیپارٹمنٹ (ریجن) اپنی اپنی سطح پر فٹبال ٹورنامنٹ منعقد کرے، اور اچھے کھلاڑیوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی جائے جس کے بعد تمام Departments کا آپس میں ایک ٹورنامنٹ ہو تاکہ بہترین کھلاڑیوں پر مشتمل ملک کی قومی احمدیہ ٹیم تیار کرنے میں آسانی پیدا ہو سکے۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمارے "کولنز" ڈیپارٹمنٹ کے مبلغ مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے درخواست کی کہ وہ سب سے پہلے اپنے ریجن (ڈیپارٹمنٹ) میں یہ ٹورنامنٹ منعقد کرنا چاہتے ہیں جسے محترم امیر صاحب نے منظور فرمالیا۔

چنانچہ ٹورنامنٹ کے انعقاد کے لئے توئی (Toui) گاؤں کا انتخاب کیا گیا۔ یہ گاؤں کولنز ڈیپارٹمنٹ میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کا شرف رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت تیزی سے اس گاؤں کے احباب اخلاص و ایمان میں ترقی کرتے ہوئے نظام جماعت سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ گاؤں دارالحکومت "کوتونو" سے "پاراکو" (Parakou) اور پھر نائیجر اور برکینا فاسو جانے والی شاہراہ کے کنارے، کوتونو سے قریباً ۳۵۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس گاؤں کے امام الصلوٰۃ اور بادشاہ کے علاوہ گاؤں کی اکثریت بلکہ آس پاس کے بیسیوں دوسرے گاؤں بھی احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

تیاری

اس ٹورنامنٹ کی تیاری کے ابتدائی مراحل سے لے کر ٹورنامنٹ کے کامیاب انعقاد تک ہمارے مبلغ سلسلہ مکرم اصغر علی بھٹی صاحب کی انتھک محنت کا بہت بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے گاؤں کے سب افراد کے دلوں میں اس کے لئے ایک شوق اور ولولہ پیدا کیا۔ گاؤں کے نوجوانوں اور نسبتاً کم عمر انصار کی مختلف ٹیمیں ترتیب دی گئیں اور وقار عمل کے ذریعہ دو بڑے گراؤنڈ تیار کئے گئے۔ اسی طرح ان گراؤنڈز کی طرف آنے والے تمام راستوں کی بھی صفائی کی گئی۔

ایک پانچ رکنی ٹیم کے ہمراہ مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے ڈیپارٹمنٹ کے ہر گاؤں کا دورہ کیا اور ٹورنامنٹ کی تفصیل بتائی نیز احباب کو اس میں شرکت کی تلقین کی۔ اسی دوران اس ٹورنامنٹ میں شامل ہونے والی تمام ٹیموں کے لئے یونیفارم تیار کروائے گئے جن پر جماعت احمدیہ کا لوگو (Logo) بنایا گیا تھا اور جلی حروف میں "احمدیہ فٹبال کلب" اور ہر ٹیم کے گاؤں کا نام لکھا گیا تھا۔ نیز بینرز تیار کروائے گئے جو گاؤں کے مختلف مقامات اور دونوں میدانوں میں چاروں طرف آویزاں کئے گئے۔

ٹورنامنٹ کے لئے ۶ر مارچ سے لیکر ۱۰ر مارچ کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ امیر صاحب کی ہدایت پر خاکسار اور مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کے علاوہ ملک کے دیگر Departments سے تین مبلغین انوار الحق صاحب، مجیب احمد منیب صاحب اور خالد محمود شاہد صاحب "توئی" پہنچ گئے تاکہ ٹورنامنٹ کے جملہ انتظامات میں مدد کر سکیں۔

ٹورنامنٹ کے انتظامات کو محترم اصغر علی بھٹی صاحب نے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا مثلاً شعبہ نظم و ضبط، ریفریشمنٹ، قیام، تیاری گراؤنڈ، آڈیو وڈیو، نگرانی میچز و تیاری نتائج، تیاری انعامات، استقبال، فوری طبی امداد وغیرہ۔

مختلف سرکاری حکام، علاقائی بادشاہوں، معززین اور وفاقی وزیر برائے کھیل و امور نوجوانان کے لئے خصوصی دعوت نامے تیار کئے گئے اور انہیں فائنل میچ میں شمولیت کے لئے دعوت دی گئی۔ اس کے علاوہ نیشنل ریڈیو بینن اور کولنز ڈیپارٹمنٹ کے علاقائی ریڈیو سے متعدد بار اعلانات بھی نشر کروائے گئے۔

بینن میں پہلے احمدیہ فٹ بال ٹورنامنٹ کے موقع پر کنگ آف پاراکو، کنگ آف داسا، کنگ آف توئی اور کنگ آف اوکوتنو مکرم امیر صاحب کے ہمراہ میچ دیکھ رہے ہیں

ٹورنامنٹ کا افتتاح

مورخہ ۶ر مارچ ۲۰۰۲ء کو صبح نو بجے اس تاریخی ٹورنامنٹ کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی علاقہ کے سوپریفے (یہ پاکستان کے اسسٹنٹ کمشنر کے برابر عہدہ ہوتا ہے) تھے، جو ایک عیسائی ہیں۔ یہ پہلے تو ہماری دعوت پر حیران ہوئے کہ ایک مذہبی جماعت اس قسم کا ٹورنامنٹ کررہی ہے اور یہاں آنے پر کچھ ہچکچاہٹ بھی محسوس کی۔ لیکن مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے جب انہیں اس کی افادیت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ یہاں کے نوجوانوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی مناسب تفریح کے سامان بھی کررہی ہے اور یہ ٹورنامنٹ اس کا پہلا پروگرام ہے تو اس پر انہوں نے کہا کہ میں ضرور آپ کے اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کروں گا۔ ان کے ساتھ توئی گاؤں کے احمدی چیف اپنے روایتی انداز میں پورے وفد کے ہمراہ تشریف لائے اسی طرح گاؤں کی مرکزی مسجد کے امام الصلوٰۃ اور علاقہ کے چند سرکاری اہلکار بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ نیز شائقین کی ایک کثیر تعداد نے میدان کے چاروں طرف قطاروں میں کھڑے ہو کر اس تقریب کو دیکھا۔ ایک اندازے کے مطابق قریباً تین ہزار افراد نے افتتاحی تقریب میں شمولیت کی۔

مہمان خصوصی اور ٹورنامنٹ کے چیف آرگنائزر مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے سٹیج کے عین سامنے میدان کے دوسری جانب جماعت احمدیہ اور بینن کے قومی جھنڈے فضا میں لہرائے۔ ٹورنامنٹ کے ابتدائی میچ کھیلنے والی چاروں ٹیمیں اور مقامی گاؤں کی ٹیم اپنے اپنے خوبصورت یونیفارم میں ملبوس قطاروں میں کھڑے نہایت دلکش منظر پیش کررہے تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے ٹورنامنٹ کی تفصیلات سے تمام حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی مکرم سوپریفے (Sous prefet) نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں یہاں آکر بہت ہی حیران ہوا ہوں کہ کس طرح خوبصورتی سے ٹورنامنٹ کی

تیاری کی گئی ہے اور کس نظم وضبط سے اس گاؤں کے لوگ نیز آپ کے غیر ملکی مشنریز انتظامات میں مصروف ہیں۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کھلاڑیوں سے کہا کہ پوری محنت اور جدوجہد سے کھیل میں حصہ لیں اور آپس میں پیار اور محبت کی فضا کو برقرار رکھیں۔ اس کے بعد مہمان خصوصی کو دونوں ٹیموں سے متعارف کروایا گیا اور انہوں نے باقاعدہ فٹ بال کو کک لگا کر ٹورنامنٹ کا رسمی افتتاح کیا۔ گاؤں کے چیف (بادشاہ) بھی ان تمام مراحل میں ساتھ ساتھ شریک رہے۔ افتتاح کے بعد ٹورنامنٹ اپنے

فوری طبی امداد
وفری میڈیکل کیمپ

حال ہی میں مجلس نصرت جہاں کے تحت بینن میں تشریف لانے والے ڈاکٹر مکرم مبارک احمد آغا صاحب بھی مبلغین کے ہمراہ توئی (Toui) گاؤں میں اس ٹورنامنٹ کے وقت موجود تھے انہوں نے اپنی ٹیم کے ہمراہ ضرورت کے وقت کھلاڑیوں کو فوری طبی امداد کی سہولت مہیا کی۔ اس علاقہ میں چونکہ طبی سہولیات کی بہت قلت ہے اس لئے

بینن میں پہلے احمدیہ فٹ بال ٹورنامنٹ میں احمدیہ مسلم فٹبال کلب Toi-A کے کھلاڑی مکرم امیر صاحب بینن اور ٹورنامنٹ کے آرگنائزر مکرم اصغر علی بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ

پروگرام کے مطابق جاری رہا۔ تمام مقابلوں میں شائقین کا جوش وخروش قابل دید تھا۔ ہر میچ میں میدان کے چاروں طرف تماشائیوں کا بے پناہ ہجوم جمع رہا جو کہ مقامی گاؤں کے علاوہ آس پاس کے مختلف دیہات سے آئے ہوئے تھے۔

میچز کے لئے منصوبہ بندی

ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے ڈیپارٹمنٹ کی ۱۶ بہترین ٹیموں نے اپنا اندراج کروایا جنہیں دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا اور قرعہ اندازی کے ذریعہ ناک آؤٹ سسٹم پر دو، دو ٹیموں کے آپس میں ابتدائی میچز ہوئے۔ اس طرح جیتنے والی آٹھ ٹیمیں کوارٹر فائنل میں پہنچیں۔ جس کے بعد یہاں سے کامیاب ہونے والی چار ٹیموں نے سیمی فائنل میں حصہ لیا۔ اور یوں دو ٹیمیں سیمی فائنل سے فائنل کے لئے کوالیفائی کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ پہلے دو دنوں میں ابتدائی مرحلہ کے میچز مکمل ہوئے۔ دونوں گراؤنڈز میں ایک میچ صبح اور ایک نماز عصر کے بعد کھیلا جاتا رہا۔ تیسرے روز کوارٹر فائنل کھیلا گیا اور چوتھے روز دونوں سیمی فائنل کے میچز ہوئے۔ جس کے بعد پانچویں یعنی آخری دن صبح کے وقت تیسری اور چوتھی پوزیشن کے لئے میچ ہوا۔ اور شام کو چار بجے فائنل میچ کھیلا گیا۔

روزانہ بعد نماز مغرب انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ہوتی جس میں ہر شعبہ کی کارگزاری کا جائزہ لیا جاتا۔ یوں چھوٹی موٹی کمی بیشی کو دور کر کے انتظام کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

یہاں کے لوگ ڈاکٹر صاحب کی آمد پر بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب دن کے وقت تو کھلاڑیوں کو طبی امداد مہیا کرتے تھے اور رات کو قریباً ڈیڑھ یا دو گھنٹے کا وقت عام لوگوں کے لئے مخصوص ہوتا تھا تاکہ وہ بھی ڈاکٹر صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس طرح گویا چھ دن پر محیط ایک فری میڈیکل کیمپ بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ جس سے قریباً تین سو مریضوں نے طبی امداد کی سہولت حاصل کی۔

فائنل اور اس کی تیاری

مورخہ ۹ مارچ کو سیمی فائنل مقابلوں میں مقامی میزبان ٹیم توئی (Toui) اور ایک اور نومبائع گاؤں کیمون (Kemon) کی ٹیمیں اپنے اپنے میچ جیت کر فائنل کے لئے کوالیفائی کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اسی شام ٹورنامنٹ انتظامیہ نے میٹنگ کر کے فائنل کے لئے خصوصی انتظامات کا پروگرام ترتیب دیا۔ گراؤنڈز کو ایک بار پھر اچھی طرح سے صاف کیا گیا اور ان میں چاروں طرف مختلف بینرز آویزاں کئے گئے جن پر جماعتی روایات کے مطابق عربی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں بعض عبارتیں درج تھیں۔ چار بڑے شامیانے لگا کر پویلین بنایا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی اور دیگر بلائے جانے والے معزز مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔ چھڑکاؤ وغیرہ کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں پڑی کہ اس کا انتظام اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ خود ہی کر دیا تھا اور سارا دن موسم اللہ کے فضل سے بہت اچھا رہا۔

اس موقعہ پر ایک خصوصی استقبالیہ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ فائنل میچ کی اس تقریب میں تشریف لانے والے معزز مہمانوں کے استقبال اور ان کی مہمان نوازی کا پورا پورا خیال رکھے۔ ایک روز قبل رات کو تمام مبلغین نے باہمی تعاون سے انعامات کی پیکنگ کے کام میں شعبہ انعامات کی مدد کی۔

مہمانوں کی آمد

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے بہت سے معززین کو محترم امیر صاحب کی طرف سے دعوت نامے بھجوائے گئے تھے۔ چنانچہ مورخہ ۱۰ مارچ کو میچ شروع ہونے سے کافی پہلے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

بینن کے بادشاہوں کی روایتی آرگنائزیشن کے صدر، پاراکو کے بادشاہ جو کہ احمدی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے ہر اہم پروگرام میں ذاتی ذوق وشوق سے شامل ہوتے ہیں۔ اس روز وہ اپنے دس رکنی وفد کے ہمراہ تشریف لائے۔ اس کے بعد بینن کے ایک اور احمدی بادشاہ، کنگ آف داسا بھی بمعہ اپنے وفد کے اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اسی طرح آس پاس کے مختلف علاقوں کے چیف، سرکاری افسران اور وفاقی وزارت تعلیم کے جنرل سیکرٹری جو کہ اسی گاؤں توئی سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اپنے محکمہ کے تین دیگر افسران کے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوئے۔

جماعت بینن کے ہیڈ کوارٹر پورتونووو سے ایک پچاس رکنی وفد محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بینن حافظ احسان سکندر صاحب کی قیادت میں یہاں پہنچا جس میں نائب امیر، صدر مجلس انصار اللہ، صدر خدام الاحمدیہ اور صدر لجنہ اماء اللہ، ممبران مجلس عاملہ اور ذیلی تنظیموں کے اراکین مجالس عاملہ شامل تھے۔ جب یہ وفد قافلہ کی صورت میں توئی پہنچا تو اس کا نہایت والہانہ استقبال کیا گیا۔ الاڈا کے بادشاہ کی ملکہ بھی اس وفد میں شامل تھیں۔ گاؤں کے سب لوگ خوشی سے سرشار اور جوش وخروش سے لبریز نظر آرہے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ آج ہمارا تاریخی اور عظیم الشان جشن ہے جس میں اتنے بڑے بڑے مہمان آرہے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کی ٹیم فائنل کھیل رہی ہے۔ گاؤں کی اکثریت (قریباً ۹۰ فیصد) تو احمدی مسلمان ہیں باقی آبادی عیسائی ہے لیکن وہ بھی پوری طرح سے اس جشن میں شامل ہو کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

امیر صاحب اور وفد کی آمد پر گاؤں کی فضا نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر، احمدیت زندہ باد اور کلمہ طیبہ کے ورد سے گونج اٹھی۔ اس موقعہ پر گاؤں کے لوگ بعض مقامی نغمات اور روایتی موسیقی بھی پیش کر رہے تھے۔ یہ پورا جم غفیر اپنے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوا مقامی بادشاہ کی معیت میں سیدھا کھیل کے میدان میں پہنچا جہاں کا منظر دیکھ کر آنے والے مہمان تو کیا خود انتظامیہ کے ارکان جو کہ اس وقت استقبال میں مشغول تھے، حیران رہ گئے کہ میدان کے چاروں طرف شائقین کا ہجوم اس کثرت سے موجود تھا کہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی۔

قارئین با آسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک گاؤں میں فٹ بال کے میدان کے چاروں طرف جہاں سٹیڈیم کی نشستوں کی سہولت بھی نہ ہو، کتنی تعداد میں لوگ کھڑے ہوں گے۔ شائقین کی اس غیر معمولی حاضری پر سب حیران تھے۔ اندازہ لگانے کے لئے گنتی کی کوشش کی گئی تو تعداد دس ہزار سے زائد تھی۔

فائنل میچ
آمد وفاقی وزیر برائے کھیل

محترم امیر صاحب اور دیگر معزز مہمانوں کے نشستوں پر تشریف فرما ہونے کے بعد دونوں ٹیمیں فائنل میچ کے لئے گراؤنڈ میں پہنچیں تو محترم امیر صاحب نے تمام کھلاڑیوں سے مصافحہ کیا اور دونوں ٹیموں کو محنت سے کھیل پیش کرنے نیز تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ دعا کرانے کے بعد امیر صاحب واپس اپنی نشست پر تشریف لائے اور میچ شروع ہو گیا۔

بینن میں پہلے احمدیہ فٹ بال ٹورنامنٹ میں احمدیہ مسلم فٹبال کلب Ikemou کے کھلاڑی مکرم امیر صاحب بینن اور ٹورنامنٹ کے آرگنائزر مکرم اصغر علی بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ

دونوں ٹیموں نے نہایت خوبصورت کھیل کا مظاہرہ کیا۔ مقررہ وقت تک کھیل بغیر کسی گول کے برابر رہا۔ لہٰذا حسب قاعدہ پندرہ، پندرہ منٹ کا

اضافی وقت دیا گیا۔
یہ اضافی وقت کا کھیل ابھی شروع ہونے کو تھا کہ اس اطلاع نے پورے میدان میں حیرت اور خوشی کی لہر دوڑا دی کہ وفاقی وزیر کھیل تشریف لے آئے ہیں۔ محترم امیر صاحب کی طرف سے انہیں دعوت نامہ تو بھجوایا گیا تھا لیکن ان کی مصروفیات کے باعث امید بہت ہی کم تھی کہ وہ تشریف لائیں گے۔ وزیر موصوف اس موقعہ پر ہمارے پروگرام میں شمولیت کے لئے قریباً ۳۵۰ کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچے اور کھیل کا بقیہ حصہ ملاحظہ کیا۔
میچ کے اضافی وقت کے پہلے ہاف میں توئی کی ٹیم نے ایک گول سکور کیا اور آخر تک اس برتری کو قائم رکھا۔ جیسے ہی کھیل ختم ہوا پورا میدان خوشی کے نعروں، نغمات، ڈھول اور دفوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ مقامی لوگوں نے خوشی اور جوش سے ٹیم کے اکثر کھلاڑیوں کو کندھوں پر اٹھالیا۔ انتظامیہ نے فوری طور پر اختتامی تقریب اور تقسیم انعامات کی تیاری مکمل کی۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات

اختتامی تقریب کی صدارت مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے کی۔ اس تقریب میں مہمان خصوصی وزیر کھیل جناب ولانٹین اے ہود تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم انوار الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ جس کے بعد ٹورنامنٹ کے چیف آرگنائزر مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے مختصر رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے سب سے پہلے ٹورنامنٹ کی انتظامیہ اور تمام اہل گاؤں کو مبارکباد پیش کی کہ اتنے بڑے ٹورنامنٹ کا پروگرام نہایت احسن طریق پر انجام پایا۔ اس کے بعد آپ نے تمام معزز مہمانوں اور بالخصوص مہمان خصوصی کا اپنی طرف سے اور جملہ حاضرین کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ اگر اسی طرح حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی جاری رہی تو جماعت کھیل کے میدان میں بھی اس ملک کی بھرپور خدمت کرتی رہے گی۔
امیر صاحب کے خطاب کے بعد تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ اول دوم اور سوم آنے والی ٹیموں کے علاوہ ان تمام افراد کو بھی حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے گئے جو کسی نہ کسی رنگ میں اس ٹورنامنٹ کی انتظامیہ میں شامل ہو کر خدمت انجام دیتے رہے۔
اس فٹ بال ٹورنامنٹ میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیم کے لئے ایک نہایت خوبصورت ٹرافی تیار کروائی گئی تھی جسے احمدیہ ٹرافی کا نام دیا گیا تھا۔ چنانچہ مہمان خصوصی نے یہ ٹرافی پہلی پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیم توئی کے کپتان کو اپنے ہاتھوں سے عنایت کی۔ اس موقعہ پر شائقین نے نعروں کے ساتھ جیتنے والی ٹیم کی خوب حوصلہ افزائی کی۔
ٹرافی دینے کے بعد مہمان خصوصی (وفاقی وزیر) نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس گاؤں میں جو کہ ملک کے دور دراز علاقہ میں واقع ہے جہاں نہ بجلی ہے اور نہ کوئی اور سہولت، اتنا بڑا ہجوم دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔ پھر جس نظم وضبط اور حسن انتظام سے یہ سارا ٹورنامنٹ منعقد ہوا اس پر مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔ میں اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ جس طرح اس ڈیپارٹمنٹ میں آپ نے یہ پروگرام رکھا ہے اسی طرح آئندہ آپ ملک کے دوسرے گیارہ ڈیپارٹمنٹوں میں بھی اس قسم کے پروگرام بنائیں گے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جہاں بھی آپ کو حکومت بینن اور وزارت کھیل کے تعاون کی ضرورت پڑے گی آپ دیکھیں گے کہ ہماری طرف سے آپ کو پورا پورا تعاون حاصل رہے گا۔ آخر پر مہمان خصوصی نے اپنی طرف سے دس عدد فٹ بالز کا تحفہ بھی امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد دعا ہوئی جو کہ محترم امیر صاحب نے کروائی اور یوں یہ پررونق تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

بینن میں پہلے احمدیہ فٹ بال ٹورنامنٹ کے موقع پر علاقہ کی سرکردہ شخصیات میچ دیکھتے ہوئے۔

ٹورنامنٹ کی ریڈیو اور اخبارات میں کوریج

کولنز ڈیپارٹمنٹ کے علاقائی ریڈیو سٹیشن کا نمائندہ ٹورنامنٹ کی افتتاحی تقریب سے لیکر روزانہ ہر میچ کی رپورٹنگ کے لئے پہنچتا رہا۔ اسی طرح فائنل تقریب کو تفصیلی کوریج دی۔ ٹورنامنٹ کے ایام میں روزانہ رات کی نشریات میں میچز کے نتائج پیش کئے جاتے رہے۔ اور آخری دن فائنل میچ کی Live کمنٹری نشر کی گئی اور پھر پوری تقریب کی کارروائی بھی نشر ہوئی۔ نیشنل ریڈیو اور ۵ دوسرے چینلز سے ٹورنامنٹ کی تفصیلی خبریں اور اختتامی تقریب کی کاروائی کی رپورٹ نشر کی گئی۔
ملک کے قومی اخبار کے علاوہ سات مزید بڑے بڑے اخبارات نے ٹورنامنٹ کی تفصیلی رپورٹ شائع کی۔ جس میں انہوں نے وفاقی وزیر اور محترم امیر صاحب کے خطابات کو بھی جلی سرخیوں سے شائع کیا۔

تأثرات

ٹورنامنٹ کے کامیاب انعقاد اور ذرائع ابلاغ میں تشہیر کے بعد عوام اور خواص کی طرف سے بکثرت تأثرات موصول ہوئے۔ بالخصوص کولنز ڈیپارٹمنٹ کے عوام نے جماعت کی بہت تعریف کی۔ اسی طرح ملک کے دیگر بہت سے علاقوں میں لوگ اس ٹورنامنٹ کے حوالہ سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔
فائنل میچ کی رپورٹنگ کے لئے آئے ہوئے صحافیوں نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے آج تک ایسا کامیاب اور ہر لحاظ سے منظم ٹورنامنٹ نہیں دیکھا۔ جس میں ایک طرف کھیل پورے نظم وضبط کے ساتھ ہوا ہو اور دوسری طرف ہزاروں تماشائیوں کے ہجوم کو صبر و تحمل اور منظم طریق پر قابو میں رکھا گیا ہو اور پھر مہمانوں اور صحافیوں کی اس قدر عزت افزائی کی گئی ہو اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ کہ سارا انتظام رضاکارانہ طور پر انجام دیا گیا ہو۔
بعض سرکاری افسران نے بھی مکرم امیر صاحب سے بالمشافہ اور ٹیلی فون کے ذریعہ اپنے تأثرات کا اظہار کیا جس میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ ٹورنامنٹ واقعی ایک تاریخی اور یادگار ٹورنامنٹ تھا۔ انہوں نے اس کامیابی پر امیر صاحب کو مبارکباد بھی پیش کی۔

نمایاں تبدیلیاں

اس ٹورنامنٹ کے ذریعہ اللہ کے فضل سے بعض نمایاں تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ جن دنوں گاؤں گاؤں جاکر اس ٹورنامنٹ کا بتایا جارہا تھا اس موقعہ پر ٹورنامنٹ سے زیادہ قرآن کریم کا چرچا کرنے کا موقع ملا۔ کیونکہ گاڑی پر سارا عرصہ قرآن کریم کی کیسٹ لگی رہی۔ اصغر علی بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ نے نہ صرف ٹورنامنٹ کی تفصیلات بیان کیں بلکہ جماعت احمدیہ کا تعارف اور پیغام بھی ہر جگہ لوگوں تک پہنچایا۔ جس سے دو بڑے گاؤں جو کہ کافی عرصہ سے کشمکش کی کیفیت میں تھے، احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ جن میں کل دس ہزار لوگ آباد ہیں۔

اس ٹورنامنٹ کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ حکومتی سطح پر جماعت کی سرگرمیوں کو سراہا گیا۔ بلکہ وفاقی وزیر نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے امید ہے کہ جماعت نے جس طرح یہاں ٹورنامنٹ کیا ہے اب باقی ڈیپارٹمنٹس میں بھی اس طرح کے پروگرام رکھے جائیں گے اور اپنی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کی پیشکش بھی کی۔ الحمدللہ۔
ٹورنامنٹ کے اختتام کے اگلے دن توئی (Toi) گاؤں کے بادشاہ نے ہمارے مبلغ سلسلہ سے کہا کہ محترم امیر صاحب کی آمد کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ نظامِ جماعت میں بڑوں اور عہدیداروں وغیرہ کے ادب کا یہ طریق نہیں کہ ان کے آگے سربسجود ہوا جائے بلکہ سجدہ کا صرف اور صرف واحد حق خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔ تو میں نے اپنے گاؤں میں اعلان کر دیا ہے کہ آج سے مجھے ملنے کے لئے آنے والا کوئی شخص سجدہ نہیں کرے گا بلکہ محض سر جھکا کر اظہارِ ادب کرے گا۔ (ضمناً عرض ہے کہ بینن میں یہ رسم ہر علاقہ میں پائی جاتی ہے کہ علاقہ یا قبیلہ کے لوگ اپنے بادشاہ کے آگے سجدہ کر کے پھر ملاقات کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کی بیویاں بھی سجدہ کرتی ہیں۔ اور عام عورتیں ملکہ کے سامنے بھی سجدہ کرتی ہیں)۔
ٹورنامنٹ کے میچوں کے دوران ایک خصوصی کمیٹی اس مقصد کے تحت بھی کام کرتی رہی کہ کھلاڑیوں کی کارکردگی کا باریکی سے جائزہ لیا جائے تاکہ ڈیپارٹمنٹ کی ایک اجتماعی فٹبال ٹیم کا انتخاب کرنے میں آسانی پیدا ہو سکے۔ چنانچہ ٹورنامنٹ کے اختتام تک ۲۳ بہترین کھلاڑیوں کا انتخاب کر لیا گیا جن میں سے انشاء اللہ ڈیپارٹمنٹ کولنز کی احمدیہ ٹیم منتخب ہو گی۔ اسی طرح انشاء اللہ باقی علاقوں میں بھی ٹورنامنٹ منعقد کئے جائیں گے۔
احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت بینن کو توفیق بخشے کہ وہ حضور ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق احمدی مسلمان کھلاڑیوں کی قومی سطح پر ٹیم تیار کر کے ملک کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کر سکے۔

LOG ON TO
WWW.alislam.org
WATCH MTA LIVE 24/7
VISIT
ALISLAM
BOOKSTORE
ORDER ROHHNI
KHAZAIN CDs
AND MUCH MUCH
MORE.......

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت اور رسائل بھجوانے کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اخبار "الفضل انٹرنیشنل" اس وقت ویب سائٹ پر مہیا ہے۔ "الفضل ڈائجسٹ" (سالِ اوّل) کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ۴؍جولائی ۲۰۰۱ء میں مکرم ماجد احمد خان صاحب اپنے نانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ مجھے آج تک کوئی ایسا نہیں ملا جس نے اباجان کی محبت کا کچھ حصہ پایا ہو اور پھر اُن کے ذکر پر اُس کی آنکھوں میں نمی نہ آگئی ہو۔ کچھ یہی حالت میری بھی ہے۔

مَیں چھوٹا سا تھا جب اُن کی وفات ہوئی۔ آپؓ کی وفات کو کئی سال بیت چکے تھے، میری عمر بارہ تیرہ سال تھی کہ ایک دن حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ صبح ہی صبح تشریف لائیں، مجھے بلایا اور کہا کہ رات منجھلے بھائی (حضرت اباجانؓ) خواب میں آئے تھے اور کہنے لگے کہ ماجد کے پاس جاؤ اور اُس کو برقی کے لئے پیسے دو۔ پھر کہا کہ دیکھو انہیں اب بھی تمہارا کتنا خیال ہے۔

چند سال پہلے میری والدہ نے مجھے چند خطوط دیئے جو حضرت اباجانؓ نے مجھے لکھے تھے۔ یہی خطوط کبھی کبھی نکال کر پڑھتا ہوں۔ کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ ایک چھوٹے سے بچے (۳ سے ۷ سال) کو انہوں نے کس طرح اور کیا کچھ نہیں لکھا ہوگا۔ ۲۰؍جنوری ۱۹۵۹ء کا لکھا ہوا خط میرے سامنے ہے: "رات تمہاری امی اور ابا سے فون پر بات ہوئی تھی مگر افسوس کہ تمہارے سے بات نہیں ہو سکی۔ اس کی تلافی کے لئے بستر پر پڑے پڑے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ امید ہے تم بالکل اچھے ہوگے۔ تم مجھے بہت یاد آتے ہو کیونکہ تم شریف بچے ہو اور میرے ساتھ اللہ باللہ (نماز) کے لئے بھی جایا کرتے تھے اور تمہارے ابا کا خط آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ کوئٹہ میں اللہ باللہ کرنے گئے تھے، مَیں تمہارے واسطے بہت دعا کرتا ہوں"۔ ایک چار سالہ بچے کو نصیحت اور تلقین کا کتنا دلنشیں انداز ہے۔

حضرت اباجانؓ جب اپنی کوٹھی "البشریٰ" تعمیر کر رہے تھے تو تعمیر کے دوران مزدوروں نے زمین کے ایک کنارہ پر پانی جمع کرنے کے لئے ایک حوض بنایا جس میں اکثر مَیں نہایا کرتا تھا۔ جب کوٹھی کی تعمیر مکمل ہوگئی تو آپؓ نے اُس حوض کو بند کروانے کی بجائے پکا بنوادیا کہ جب ماجد آئے گا تو یہاں نہایا کرے گا۔

میرے والد بریگیڈئر وقیع الزمان صاحب فوج میں تھے۔ اُن کی شخصیت کا مجھ پر اتنا اثر تھا کہ مجھے بھی فوج میں جانے کا شوق تھا۔ حضرت اباجانؓ مجھ سے اکثر پوچھتے کہ بڑے ہو کر کیا بنوگے۔ مَیں بڑے فخر سے کہتا: فوجی افسر۔ آپؓ جواب میں ہمیشہ کہتے کہ نہیں، تم زندگی وقف کروگے۔...... پھر مَیں بڑا ہوا اور فوج میں کمیشن لیا لیکن آٹھ سال بعد بعض وجوہات کی بنا پر استعفیٰ دیدیا، پھر سترہ سال تک کاروبار کرتا رہا لیکن آخرکار مَیں نے وقف کیا جو حضور ایدہ اللہ نے قبول فرمایا۔ چنانچہ اُس بندہ خدا کی بات اس طرح پوری ہوئی۔

........❁........❁........❁........

محترم الحاج محمد شریف کولی صاحب آف گیمبیا

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷؍جولائی ۲۰۰۱ء میں محترم الحاج محمد شریف کولی صاحب آف گیمبیا کا ذکر خیر مکرم ندیم خالد رانا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم الحاج محمد شریف صاحب کولی دسمبر ۱۹۹۹ء میں ڈاکار (سینیگال) میں انتقال فرماگئے۔ آپ کو قبول احمدیت کی سعادت ۱۹۸۹ء کے لگ بھگ حاصل ہوئی۔ اس سے قبل آپ کے خاندان کے بہت سے افراد احمدیت قبول کرچکے تھے اور آپ بھی کئی افراد کے زیر تبلیغ بھی رہ چکے تھے۔ لیکن جب آپ نے حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ ویڈیو دیکھی جس میں حضور ایدہ اللہ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر بیان فرمائی ہے، تو آپ نے ازخود بیعت کی سعادت حاصل کرلی اور پھر بڑی سرعت اور اخلاص سے ترقی کرتے چلے گئے اور بہت سے پیدائشی احمدیوں کی اصلاح اور استقامت کا باعث بھی بنے رہے۔ آپ چندہ جات اپنی توفیق سے بڑھ کر ادا کیا کرتے تھے اور ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔

آپ محکمہ زراعت میں ایک اعلیٰ افسر تھے۔ جب آپ کا قیام لیمے میں تھا تو وہاں پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت نہیں تھی۔ لیکن جب بھی مقامی جماعت کو گاڑی کی ضرورت پیش آتی تو آپ کو اپنی گاڑی معہ لوازمات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوتی۔ آپ حکومت میں Divisional Coardination Committee کے رُکن بھی تھے اور اس سطح پر بھی آپ ہمیشہ دارالتبلیغ اور سکول کے مفادات کا تحفظ کرتے رہے۔ سکول کے ممبر بورڈ آف گورنر کے طور پر بھی آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

اپنی ملازمت کے سلسلہ میں کئی بار آپ کو بیرون ملک جانے کا موقع بھی ملا۔ ۱۹۹۳ء میں جب آپ انگلینڈ گئے تو کافی لمبا سفر طے کرکے حضور انور ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔

آپ کے کئی رشتہ داروں کے بچے آپ کے زیرسایہ تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ آپ ہمیشہ دیگر سکولوں کے مقابلہ پر جماعتی سکولوں میں تعلیم کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ سکول سٹاف نے کسی بچے کے معاملہ میں جب بھی آپ کو بلوایا تو بلاتردّد اور بلاتوقف تشریف لے آتے۔

آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ وہاں کے مقامی رواج کے مطابق حج پر جانے والوں کو بڑی دھوم سے رخصت کیا جاتا ہے۔ آپ نے نمائش سے بچنے کے لئے صرف ایک احمدی کو اس بارہ میں بتایا اور اُن سے وعدہ لیا کہ وہ کسی اَور سے اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ اسی طرح جماعتی اجتماعات اور جلسہ ہائے سالانہ میں بھی لمبا سفر طے کرکے شامل ہوتے رہے۔

آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ آخری ایام میں گردوں کی ناکامی کی وجہ سے سرکاری طور پر علاج کے لئے آپ کو سینیگال بھجوایا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

........❁........❁........❁........

محترم چودھری محمد شریف نوشہروی صاحب کی قبول احمدیت کی داستان

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍جولائی ۲۰۰۱ء میں محترم چودھری محمد شریف صاحب نوشہروی مرحوم کی خودنوشت قبول احمدیت کی داستان شائع ہوئی ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ۱۹۴۷ء میں پاکستان آتے ہوئے شہید ہوگئے اور مَیں اپنی والدہ، پانچ چھوٹے بھائیوں اور دو چھوٹی بہنوں کا واحد کفیل رہ گیا۔ ۱۹۵۳ء میں احمدیت کے خلاف فسادات میرے سامنے گزرے۔ مَیں کبھی کبھار دعا کیا کرتا کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کا معاملہ میرے لئے واضح فرمادے۔ ایک رات والد مرحوم نے خواب میں آکر کہا کہ "بیٹے! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے تمام دعاوی میں سچے ہیں، ہم تو ماننے سے رہ گئے تھے لیکن تم ضرور قبول کرلینا"۔ جب مَیں نے والدہ سے اپنے احمدی ہونے کی اجازت مانگی تو وہ سخت ناراض ہوئیں اور کہا کہ مَیں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔ مَیں یہ کہہ کر کہ آپ سمجھ لیں کہ آپ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا ہے، ربوہ چلا گیا۔

جب ربوہ سے واپس پہنچا تو گاؤں میں میرے "مرزائی" ہونے کی تشہیر ہوچکی تھی۔ لوگ باتیں کرنے لگے اور مجھے واپس اپنے میں لانے کی تجویزیں کرنے لگے۔ ایک رات نماز عشاء کے بعد گاؤں کی مسجد میں گاؤں کے عمررسیدہ افراد نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ تم نے احمدیت میں کیا دیکھا؟۔ مَیں نے کہا کہ مَیں اَن پڑھ ہوں اور زیادہ نہیں جانتا لیکن مَیں نے سنا تھا کہ ایک مومن دس مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے، مجھ ایک سے تمہارا پورا گاؤں خوفزدہ ہے، اس سے بڑی صداقت اَور کیا ہوگی۔

وقت کے ساتھ ساتھ مخالفت بڑھتی رہی چنانچہ مَیں نے اپنے لئے علیحدہ مسجد بنانی شروع کردی۔ ایک روز قریباً ایک سو عورتوں نے میری زیرتعمیر مسجد پر حملہ کردیا۔ مَیں اور میرا بھائی پہلے تو اُن کو سمجھاتے رہے لیکن جب انہوں نے گالیاں اور پتھراؤ شروع کیا تو ہم نے بھی مقابلہ شروع کردیا۔ ہمیں بھی چوٹیں آئیں اور کچھ عورتیں بھی زخمی ہوئیں لیکن جلوس منتشر ہوگیا۔ اب مجھے اُن لوگوں کی طرف سے فکر ہوا جنہوں نے ان عورتوں کو بھیجا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے بھائی کو نزدیکی گاؤں میں بھیج کر اپنے ایک عزیز سے مدد طلب کی۔ رات کو میرا بھائی اور وہ عزیز میرے پاس پہنچ گئے۔ ساری رات ہم نے جاگ کر گزاری لیکن کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

صبح معلوم ہوا کہ عورتوں کا ایک جلوس تھانہ جارہا تھا کہ راستہ میں میرا ایک دوست، جو بڑا ذمہ دار تھا، گھوڑے پر سوار گاؤں آرہا تھا۔ اُس کو معاملہ کا علم ہوا تو اُس نے بڑی حکمت کے ساتھ عورتوں کو کہا کہ تم سب واپس چلو، کیا ہم مرگئے ہیں جو تم تھانہ جارہی ہو۔ اس طرح یہ جلوس واپس آگیا۔

دوسری طرف گاؤں والوں نے اُس راستہ پر جو میرے گھر کو جاتا تھا، شام کو ہی ایک آدمی بٹھادیا تاکہ اُن کو معلوم ہوجائے کہ میری مدد کے لئے کتنے لوگ آتے ہیں۔ اُس آدمی نے رپورٹ دی کہ تیس مسلح آدمی میرے گھر آئے ہیں۔...... وقت گزرتا گیا اور حالات کی تنگی کی وجہ سے مَیں ہجرت کرکے محمود آباد اسٹیٹ میں آگیا۔ میری جیب میں ایک روپیہ تھا جو مَیں نے ایک دوست کے بیٹے کو دیدیا اور خود تہی دست اور تہی دامن ہوگیا۔

آج ایک عرصہ گزرنے کے بعد میرے پاس ستّر ایکڑ زمین شہر میں ہے، میرے بیٹوں کی ۴۰ کے قریب دوکانیں ہیں اور خدا تعالیٰ کے بے شمار نشانات ہیں۔ ایک سو سے زیادہ افراد کو احمدیت سے روشناس کرواچکا ہوں۔

کچھ عرصہ پہلے جب مَیں گاؤں گیا تو اُس شخص کو، جسے گاؤں والوں نے میری نگرانی کے لئے راستہ میں بٹھایا تھا، بلاکر پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ اُس رات کتنے آدمی میرے گھر آئے تھے۔ وہ کہنے لگا کہ تیس آدمی قطار میں بندوقیں کندھوں سے لگاکر آرہے تھے، مَیں نے گنتی کئے تھے، آگے آگے آپ کا بھائی آرہا تھا۔ مَیں نے کہا: خدا کی قسم! میرے پاس صرف میرا ایک بھائی اور ایک عزیز آیا تھا، وہ تو میرے ربّ کی طرف سے غیبی مدد تھی۔

گاؤں کے تمام لوگ آج بھی اسی حال میں ہیں، جھگڑوں، فسادوں اور غربت کی چکی میں پس رہے ہیں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی قبولیت کے طفیل بے انتہاء فضلوں کا وارث بنادیا ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

10/05/2002 – 16/05/2002

MTA Muslim Television AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 10th May 2002
10 Hijrat 1381 / 27 Safar 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran No. 15
With Qaari Muhammad Ashiq Sb.
Presentation MTA Pakistan
01.30 Majlis Irfaan: Rec.14.07.00
With Urdu Speaking Friends
02.30 MTA Sports: Kabaddi match between Tahir gp & Mahmood gp, in Rabwah
Presentation MTA Pakistan
03:15 Around The Globe: Documentary About Nasa & the Aeroplane. Part 1
Presentation MTA USA
04.15 Seerat-un-Nabi (SAW): Programme No.42
Host: Saud A. Khan Sb.
05.00 Homoeopathy Class: No.75 Rec.03.04.1995
06.05 MTA International News
06.25 Liqaa Ma'al Arab: Session No.95 Rec.31.10.95
07.40 Siraiki Service: Siraiki Muzakkra on Seerat Hadhrat Masih Maud (AS) – Prog. No.7
Hosted by Jamal-ud-Din Shams Sb.
08.50 Majlis Irfaan: ®
09.45 Roshni Kaa Safar: Interview with new converts Presentation MTA Pakistan
10.15 Indonesian Service: Various Items
11.15 Seerat-e-Sahaaba Rasool: 'Ishaabi Ka Al Nujoom' Hosted by Anees Ahmad Nadeem Sb.
12.00 Friday Sermon: Live
13:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, News
14.00 Bangla Mulaaqaat: Rec.30.04.02
15.05 Friday Sermon: Rec.10.05.02 ®
16.05 Children's Corner: Yassarnal Quran ®
16.30 French Service: Various Items in French
17.30 German Service: Various Items in German
18.35 Liqaa Ma'al Arab: no. 95 ®
19.35 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.35 Majlis Irfaan: Rec. 14.07.02 ®
21.40 Friday Sermon: Rec 10.05.02 ®
22.55 Homeopathy Class No.75 ®

Saturday 11th May 2002
11 Hijrat 1381 / 28 Safar 1423

00.05 Tilawat, News, Darse-e-Hadith
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran No.14
Teaching of the correct pronunciation of the Holy Quran.
01.20 Q/A Session: Rec.14.07.96
With English Speaking Friends
02.35 Kehkashaan: 'Badzanni'
Host: Meer Anjum Parvez Sb.
03.15 Urdu Class: Lesson No.403 – Rec.06.09.98
04.35 Le Francais C'est Facile: No.16
05.00 German Mulaaqaat: Rec.01.05.02
06.05 MTA International News
06.25 Liqaa Ma'al Arab: SessionNo.96 Rec.01.11.95
07.40 French Service: Presentation MTA Mauritius
08.35 Dars-ul-Qur'an: Session No.14 Rec.06.02.96
10.05 Indonesian Service
11:05 Spotlight: Urdu Speech by Sultan M. Anwar
12.05 Tilawat, Darse Hadith, News
12.50 Urdu Class: Lesson No.403 ®
14.00 Bengali Shomprochar: Various Items
15.00 Children's Class: With Hazoor rec 11.05.02
16.05 Children's Corner: Yassarnal Quran: ®
16.25 French Service: ®
17.25 German Service: Various Items in German
18.30 Liqaa Ma'al Arab: No. 96 ®
19.35 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.35 Q/A Session With English Speaking Guests
Rec: 14.07.96
21.40 Children's Class: With Hazoor ®
22.40 German Mulaaqaat: Rec.01.05.02 ®
23.40 Safar Ham nay Kiyaa: A visit to the 'Muree' Pakistan

Sunday 12th May 2002
12 Hijrat 1381 / 29 Safar 1423

00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi (SAW), News
01.00 Children's Class: With Hazoor
Rec.24.02.01 – Part 2
01.30 Q/A Session: With Urdu Speaking Friends
02.35 Intro. Books of Hadhrat Khalifatul Masih I
Book ' Faslul Khitaab' – Host F.A. Ayaz Sb
03.15 Friday Sermon: Rec.10.05.02 ®
04.15 Urdu Asbaaq: Ch. Hadi Ali Sb. Lesson No.14
Presentation MTA International
05.00 Lajna Mulaaqaat: Rec: 05.05.02
06.05 MTA International News
06.35 Liqaa Ma'al Arab. Session No.97 Rec.02.11.95
07.40 Spanish Service: F/S delivered by Huzoor
With Spanish Translation Rec: 17.04.98
08.45 Moshaa'irah: An evening with various poets
Presentation MTA Pakistan
09.50 Taarikh-e-Ahmadiyyat: Quiz prog. No.13
Presented by Fahim A. Khadim Sb.
10.20 Indonesian Service.
11.20 Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®
12.05 Tilawat, Seerat un Nabi (saw), News
13.00 Majlis e Irfaan : Rec.14.07.00
14.00 Bangla Shomprochar: Various Items
15.05 Lajna Mulaaqaat: Rec.05.05.02 ®
16.05 Children's Class: With Hazoor Part 2,
Rec: 24.02.01 ®
16.35 Friday Sermon: Rec 10.05.02. ®
17.30 German Service: Various Items
18.35 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.40 Arabic Service: Various Items
20.35 Q/A Session: with Hazoor®
21.40 Moshaa'irah (R)
22.45 Lajna Mulaaqaat: Rec.05.05.02 ®

Monday 13th May 2002
13 Hijrat 1381 / 30 safar 1423

00.05 Tilawat, Darse Malfoozat, News
01.00 Children's Corner: Kudak No.18
Presentation MTA Pakistan
01.15 Children's Corner: Hikayaate Shireen
01.30 Q/A Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad & English speaking guests. Rec. 21.07.96
02.30 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme
In Urdu based on the books of the Founder of the Ahmadiyya Muslim Jama'at Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (AS)
03.15 Urdu Class: No.404– Rec.09.09.98
04.30 Learning Chinese: With Usman Chou . No.341
05.00 French Mulaqaat. Rec. 06.05.02
06.10 MTA International News.
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.98
Rec:07.11.95
07.30 Islam Among Other Religions: Reading from Chinese Book 'Islam among other religions'
Presented by Usman Chou Sb.
Presentation of MTA International
07.55 Spotlight: Speech by Ch. Hameed Ullah
Topic 'Islamic Teachings'Presentation MTA Pakistan ®
08.45 Q/A session. Rec: 21.07.96
09.50 Quiz Khutabaat-e-Imam: F/S 29.10.99
Host – Fareed A. Naveed Sb.
10.20 Indonesian service
11.20 Exhibition: Computer Exhibition
Organised by MTA Pakistan
12.05 Tilaawat, Darse Malfoozat, News
12.50 Urdu Class: No.404 ®
14.05 Bangla Shomprachar
15.10 French Mulaaqaat: Rec 29.04.02 ®
16.10 Children's Corner: Kudak No.18 ®
16.30 French Service
17.30 German Service
18.35 Liqaa Ma'al Arab
19.35 Arabic Service.
20.35 Q/A Session: rec. 21.07.96®
21.40 Ruhaani Khazaa'en ®
22.20 Rencontre Avec Les Francophones
Rec:06.05.02
23.20 Exhibition ®

Tuesday 14th May 2002
14Hijrat 1381
01 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawat, Darse Hadith, News
01.00 Children's Corner: Let's Learn Salaat
– With Imam Rashed Sb.
01.40 Tabarrukaat: Speech by Mau.A.M.Khan
J/S Rabwah 1980 – Topic
'Nusret ilahi Khuda Ki Hasti Ka Saboot He'
02.35 Medical Matters: A Discussion with Dr. Saeed Qassim-ul-Islam Sb. Topic: 'Healthy Diet '
Presentation MTA Pakistan
03.15 Around the Globe: A documentary about 'Nasa & Aeroplanes' Part 5 MTA USA
04.20 Lajna Magazine: Programme No.9
05.00 Bengali Mulaaqaat: Rec.06.05.02
06.05 MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.99 rec. 08.11.95
07.35 MTA Sports: Kabaddi Match
08.20 MTA Travel: Visit to Dubai Creek, UAE
08.45 Dars-ul-Qur'an: Rec.07.02.96 - Class No.15
10.25 Indonesian Service.
11.25 Medical Matters: ®
12.05 Tilawaat, Darse Hadith , MTA News
13.00 Q/A Session: Rec.14.07.96
With English Speaking Friends
14.05 Bangla Shomprachar:
15.10 German Mulaaqaat: Rec.01.05.02
16.10 Children's Corner: Let's Learn Salaat ®
16.40 French Service
17.40 German Service
18.45 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.50 Arabic Service.
20.50 Tabarrukaat: ®
21.50 Around The Globe: ®
22.50 From The Archives: F/S Rec.05.06.96
Bait-ul-Rehman Mosque, Washington DC

Wednesday 15th May 2002
15 Hijrat 1381
02 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawaat, History of Ahmadiyyat, News
01.00 Children's Corner: Guldasta No.32
01.30 Q/A session with Urdu Speaking Friends
Rec.20.01.95
02.30 Hamari Kaa'enaat: Programme No.8,
Presented by Sayyed Tahir Ahmad Sb.
Presentation MTA Pakistan
03.15 Urdu Class: With Hazoor
Lesson No. 405 – Rec.11.09.1998
04.30 Speech: Seerat-un-Nabi (saw)
By Hameed Ullah Sb.Jalsa
Seerat-un-Nabi (saw) – MTA Pakistan
05.00 Children's Mulaaqaat: Rec.17.05.00
06.10 MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.100
Rec.09.11.95
07.40 Swahili Service: 'Selected sayings of the Holy Prophet'Presented by Bashir Ahmad Akhtar Sb. & Jamil-ur-Rehman Sb.
08.45 Q&A Session with Hazoor and Urdu speaking Guests Rec.20.01.2000
09.45 Speech: Serat-un-Nabi (saw) ®
10.15 Indonesian Service:
11.15 Spotlight: Food Festival, Lahore 2000
Part 1 – Presentation MTA Pakistan
12.05 Tilawaat, History of Ahmadiyyat, News
12.45 Urdu Class: class No. 405 ®
14.00 Bangla Shomprochar
15.05 Children's Mulaaqaat: rec. 17.05.00 ®
16.00 Children's Corner: Guldastah No.32 ®
16.30 French Mulaaqaat: Rec.07.08.2000®
17.30 German Service:
18.35 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.40 Arabic Service: Bustan-ul-Huda
20.40 Q/A Session: ®
21.40 Hamaari Kaenaat: ®
22.15 Children's Mulaaqaat: Rec 17.05.00 ®
23.10 Spot Light: Food Festival ®

Thursday 16th May 2002
16 Hijrat 1381
03 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilaawat, Darse Malfoozaat, News
00.50 Children's Corner: An educational And entertaining programme, based on children's Waqifeen-e-Nau Syllabus.
Presentation MTA Pakistan
01.30 Q/A Session: Rec. 22.12.96 – With English Speaking guests, in Mahmood Hall, London
02.30 MTA Lifestyle: Perahan ' Tips on Sewing'
Presentation MTA International
02.40 MTA Lifestyle: Al Maa'idah Cookery Programme. How to prepare a delicious dish.
Presentation MTA Pakistan
03.15 Canadian Horizon: Children's Class No.19
Presentation MTA Canada
04.10 Urdu Speech: by Mirza Khursheed Ahmad Sb on the occasion of Jalsa Yaum-e- Musleh Maud (RA) Day
04.20 Computers for Everyone: Informative set of Lectures on how to use a computer. Topic: 'Disk operating system'
Host Ghulam Qadir Sb. MTA Pakistan
04.55 Tarjumatul Quran Class: With Hazoor
Class No.252 – Rec.10.06.1998
06.05 MTA International News:
06.25 Liqaa Ma'al Arab: Session No.101
Rec.14.11.95
07.30 Sindhi Service: F/S 18.04.97 ®
Presentation MTA Pakistan
08.35 Question & Answer Session: ®
09.30 A lecture delivered by Brig. Dr. Masood-ul-Hassan Noori Sb. – Topic ' Crucifixion of Jesus Chirst'
10.15 Indonesian Service:
11.15 MTA Travel An American Journey Visit to 2 National Parks & Grand Canyon
11.45 Perahan ®
12.05 Tilawaat, Darse Malfoozaat, News
12.50 Q/A Session in Urdu: Rec.09.12.1994
13.55 Bangla Shomprachar: Rec 12.07.96
14.55 Tarjamatul Qur'an Class no. 252 rec. 10.06.98
15.55 Children's Corner: Waqifeen-e-Nau ®
16.35 French Service:
17.35 German Service:
18.40 Liqaa Ma'al Arab: Session No.101 ®
19.40 Arabic Service:
20.40 Question & Answer Session in English ®
21.45 MTA Lifestyle: Perahan ®
21.55 MTA Lifestyle: Al Maa'dah ®
22.30 Tarjumatul Quran Class: ®
23.30 MTA Travel ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, May 10 2002 | Issue No. 19

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

تاریخ انبیاء اور "سیکولرازم"

پاکستان کے ایک صحافی، دانشور اور کالم نویس جناب ڈاکٹر خالد جاوید جان کے قلم سے:۔

"خدا کے نزدیک اس کے تمام بندے بالحاظ مذہب و ملت اور رنگ و نسل پیارے اور محبوب ہیں اس لئے وہ حقوق اللہ سے بھی زیادہ حقوق العباد پر زور دیتا ہے۔ یہ سیکولرازم یا رواداری پر مبنی طرز عمل کہلاتا ہے۔ ہمارے نبی اور اس سے پہلے گزرے تمام انبیاء اس کی چلتی پھرتی مثالیں ہیں۔ حضور نے تو یہاں تک فرمایا کہ کافروں کے جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔ آپ کا اپنے مخالفین کے ظالمانہ رویے کے جواب میں حسن سلوک ہی سیکولرازم ہے۔ ؎

سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

یہی سیکولر طرز عمل تمام صوفیائے کرام کا طرہ امتیاز تھا کہ وہ ہر مذہب اور نظریے کے لوگوں میں گھل مل جاتے تھے۔ ان کے اسی حسن سلوک سے کافر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن سیکولرازم کے دشمن، تنگ نظر مُلّاؤں اور دانشوروں نے تو مسلمانوں کو بھی کافر قرار دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ ہر دَور کے مجتہد، صوفی اور روشن خیال ان کے ہاتھ سے نہیں بچ پایا......... بلھے شاہ جیسے درویش اور صوفی پر کفر اور الحاد کے فتوے لگائے گئے۔ لیکن وہ ایسے لوگوں کی کم علمی سے اچھی طرح آگاہ تھے اسی لئے انہوں نے ان فتووں کو بھی اپنے لئے اعزاز سمجھا اور فرمایا ؎

عاشق ہو یا ایں رب دا، ہوئی ملامت لاکھ
تینوں کافر کافر آکھدے تُو آہو آہو آکھ"

(اخبار 'دن' لاہور، ۶/مارچ ۲۰۰۲ء صفحہ ۴)

☆......☆......☆......☆

حضرت ثاقب زیروی کی یاد میں

نیشنل رائٹرز اینڈ آرٹسٹس فورم کا اجلاس

جناب اسرار زیدی لاہور کی ادبی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اس ہفتے نیشنل رائٹرز اینڈ آرٹسٹس فورم کا اجلاس اردو کے اہم شاعر ثاقب زیروی کی وفات کے حوالے سے انعقاد پذیر ہوا۔ اجلاس کی صدارت ڈاکٹر کنول فیروز نے کی...... اشفاق رشید نے کہا کہ ذاتی سطح پر مجھے ثاقب زیروی سے تعارف کا شرف ان کی شاعری کے ذریعہ سے رہا ہے۔ اس اجلاس کے انعقاد کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک قادر الکلام اور مقبول شاعر کو اختلاف کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا.......... دیکھنا تو چاہئے کہ ایک شاعر، ادیب اور دانشور نے ادبی سطح پر معاشرے کو کیا دیا۔ ان کی خدمات کو اس حوالہ سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ایک اخلاقی جرم کے مترادف ہے۔

سلیم شاہد نے کہا کہ ثاقب مرحوم نے چوراسی سال کی طویل عمر پائی۔ کم و بیش ساٹھ سال وہ شاعری کے ذریعہ ہمیں بہت کچھ دیتے رہے۔ کئی مشاعروں میں میرا اُن کا ساتھ رہا۔ وہ اچھے شاعر بھی تھے اور اپنے خوبصورت و دلکش لحن سے محفل کو جگا دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

یونس جاوید نے کہا کہ ثاقب زیروی اس دور میں بھی نمایاں حیثیت کے مالک تھے جب مشاعروں میں زیادہ تر مترنم شعراء کو ہی کامیابی حاصل ہوتی تھی۔ احسان دانش، حفیظ جالندھری، جگر مراد آبادی، قتیل شفائی، شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری اور دوسرے شعراء کی ایک کھیپ اپنے ترنم کے ذریعہ مشاعروں کو لوٹنے میں کامیاب رہتی تھی۔ مَیں نے ثاقب کو اُن کے مخصوص ترنّم کے ساتھ سنا ہے۔ وہ اپنے دلکش لحن سے محفل پر چھا جانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

ڈاکٹر کنول فیروز نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ مجھے ثاقب سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ وہ ایک قادر الکلام اور بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ مترنّم اور لحن پر بھی عبور تھا۔ بے حد ملنسار اور خلیق تھے۔ ہمہ وقت متبسم رہتے اور ہر ملنے والے سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ اہم بات یہ ہے کہ اُنہوں نے کمیونٹی جرنلزم کا چراغ جلائے رکھا۔ ان کی ادبی اور سماجی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا"۔

(ہفت روزہ "اخبار جہاں" کراچی، ۲۵/فروری تا ۳/مارچ ۲۰۰۲ء صفحہ ۶۷)

☆......☆......☆......☆

نام نہاد مذہبی جماعتیں گورنر سرحد کی نظر میں

گورنر سرحد جناب سید افتخار حسین شاہ صاحب نے کوہاٹ کے ایک تعلیمی ادارہ کی ایک افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"دینی جماعتیں اسلام کی آڑ میں ہر بات کی مخالفت کر رہی ہیں۔ ان لوگوں نے معاشرے کو اسلام کے نام پر ہائی جیک کر رکھا ہے۔ لیکن عوام نے انہیں مسترد کر دیا ہے.......... ان لوگوں کے اندر کچھ اور چھپا ہے اوپر سے اسلام اسلام کی رٹ لگا رہے ہیں"۔

(روزنامہ "دن" ۳/مارچ ۲۰۰۲ء صفحہ ۳)

☆......☆......☆......☆

"نورانی اسلام" کی خانقاہیں

بریلوی مکتبہ فکر کے حامل مولوی نورانی صاحب نے اخبار جنگ کے خصوصی نمائندے جناب سہیل وڑائچ کو بریلوی اسلام کی خانقاہوں کی نسبت ایک طویل انٹرویو کے دوران بتلایا کہ:

"اب یہ خانقاہیں عقابوں کا نشیمن بالکل نہیں ہیں۔ اب تو یہ ختم شریف کر لیا اور فاتحہ پڑھ لیا اور حلوہ کھا لیا.......... اب انہوں نے اپنا کردار ختم کر دیا ہے.......... ستر (۷۰) فیصد خانقاہیں ناکارہ ہو چکی ہیں"۔

(جنگ سنڈے میگزین ۳/مارچ ۲۰۰۲ء صفحہ ۹)

☆......☆......☆......☆

اسمبلی میں احمدیوں کے خلاف "معرکہ" محض سیاسی سٹنٹ

مُلّا نورانی نے اپنے اس انٹرویو میں واضح اعتراف کیا ہے کہ دارالعلوم دیوبند انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، مودودی کا فتویٰ کشمیر کے متعلق غلط تھا، رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں کبھی کشمیر اور فلسطین کا ذکر تو رہا ایک طرف ان میں آباد مسلمانوں کے لئے دعا تک نہیں کی جاتی.......... ذوالفقار علی بھٹو سیکولر قوتوں کے نمائندے سوشلسٹ تھے۔ تمام سیکولر اور سوشلسٹ قوتیں ان کے گرد اکٹھی ہو گئی تھیں۔ نیز یہ کہ پاکستان کا نظام اسلام کے مطابق اب بھی نہیں۔ اس صورتحال اور ماحول مین مولوی نورانی کا دیوبندیوں اور "خانقاہ" والوں سے گٹھ جوڑ کر کے احمدیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مقصد "ختم نبوت" کا تحفظ ہرگز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ یقیناً اسے محض ایک سیاسی سٹنٹ ہی کا نام دیا جاسکتا ہے۔ جس کا نقطہ مرکزیہ خود اُن کے الفاظ میں یہ تھا کہ:

"ہمیں یہ ثابت کرنا تھا کہ ربوہ دراصل ریاست کے اندر ریاست ہے...... قادیانی اس ملک کو اپنی سٹیٹ بنانے کے لئے مصروف ہو گئے تھے۔ وہ ایک اقلیت ہوتے ہوئے بھی ملک پر قابض ہونا چاہتے تھے.......... اُس آئین نے ان کا راستہ روکا"۔ (صفحہ ۷ کالم ۳، ۴، ۵)

صاف کھل گیا کہ ۱۹۷۴ء میں "ختم نبوت" کے نام پر بھٹو حکومت کو مزید مستحکم کرنے کے لئے "احمدیوں کے اقتدار" کے موہوم خطرے کا ہوا کھڑا کیا گیا تھا۔ چنانچہ نورانی صاحب نے خود بھی اعتراف کیا ہے کہ:۔

"مَیں نے بھٹو صاحب سے کہا کہ آپ وزیر اعظم ہیں، اس ملک کے سربراہ ہیں۔ اگر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو جائے کہ جی مَیں بھی وزیر اعظم ہوں تو ظاہر ہے کہ مَیں یہ کہوں گا کہ پاگل ہے، غدار ہے، اس پر مقدمہ چلاؤ"۔ (صفحہ ۷)

اس میں شبہ نہیں کہ انہوں نے اس امر کو ختم نبوت کے مسئلہ کے ساتھ نتھی کرنے کی سازش بھی کی ہو گی مگر یہ منافقت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ بریلوی اور دیوبندی اُمتیں دونوں ہی مسیح ابن مریم نبی اللہ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتی ہیں۔ یہی نہیں ان کا واضح مسلک ہے کہ جو حیاتِ مسیح اور ان کی آمد ثانی پر ایمان نہیں رکھتا وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو۔ اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو۔ اور دیکھو کہ مَیں اس شہادت کی رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسری کتابوں میں اب زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف"۔

(حقیقۃ الوحی ٹائٹل صفحہ ۲)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔